

اسلام کا اور عیسائیت

تعارف و تقابل

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی ابوالفلاح محمد صاحب انعامی مدظلہ العالی

مؤلف

مُشاہد الاسلام امروہوی

فاضل دارالعلوم دیوبند



مکتبہ الحرمین دیوبند

CHAND TAREZ BHAGALPURI

کتاب سیرت منیر علیہ السلام



اسلام اور عیسائیت

تعارف و تقابل

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی، مہتمم دارالعلوم دیوبند

مؤلف

مُشَاحِدُ الْإِسْلَامِ امروہوی

فاضل دارالعلوم دیوبند

مکتبہ الحرمین دیوبند

موبائل نمبر: 8979354752

7300692988

تفصیلاً

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب : اسلام اور عیسائیت تعارف و تقابل

نام مؤلف : مشاہد الاسلام امروہی فاضل دارالعلوم دیوبند

صفحات : ۱۲۸

سن طباعت : ۱۴۴۱ھ
۲۰۲۰م

ناشر : مکتبہ الحرمین دیوبند موبائل نمبر: 8979354752

کمپوزنگ : عبدالرازق اعظمی ابن ابوصالح اعظمی

قیمت : (۱۲۰)

ملنے کے پتے

- | | | | |
|---|------------------------|---|-------------------------|
| ☆ | کتب خانہ نعیمیہ دیوبند | ☆ | مکتبہ عکاظ دیوبند |
| ☆ | زمزم بکٹ پور دیوبند | ☆ | فیصل پبلی کیشنز دیوبند |
| ☆ | دارالکتاب دیوبند | ☆ | دارالعلم دیوبند |
| ☆ | دینی کتاب گھر دیوبند | ☆ | مکتبہ صوت القرآن دیوبند |

مکتبہ الحرمین دیوبند

موبائل نمبر: 8979354752

فہرست عناوین

۱۴	وجہ تالیف
۱۵	پسند فرمودہ: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی، مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۶	دعائیہ کلمات: حضرت مولانا عبدالحق صاحب سنبھلی مدظلہ العالی
۱۸	تقریظ: حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب معروفی
۲۲	مقدمہ
۲۲	انبیاء سابقین کی تعلیمات:
۲۲	حضرت عیسیٰ کی شریعت کا خلاصہ:
۲۳	حضرت عیسیٰ کی دعوت کے بنیادی نکات:
۲۳	عیسائیت میں تحریف:
۲۳	موجودہ مسیحیت کی نقائص:
۲۳	یہود کی مخالفت:
۲۳	مذہب اسلام کی تعلیمات:
۲۳	کچھ قابل لحاظ امور:
۲۴	ابتدائیہ
۲۵	آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک
۲۵	مذہب اسلام کی جامعیت
۲۶	عیسائیت اور اسلام میں تقابلی جائزہ کیوں؟
۲۷	مذہب کی تعریف
۲۷	پہلا باب: عیسائیت کی تعریف
۲۸	عیسائیت کی تعریف
۲۹	عیسائیت کے مآخذ و مصادر
۳۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش

۳۱	مختصر حالات زندگی
۳۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت یحییٰ سے بہتسمہ کروانا
۳۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جنگل میں ریاضت کرنا اور نبوت کا ملنا
۳۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری
۳۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات
۳۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علمی دستاویز
۳۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت، شریعت موسوی کی تکمیل تھی
۳۴	انجیلی عیسائیت اور کلیساؤں کی عیسائیت میں فرق
۳۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں تحریف کے ادوار
۳۶	کونسل کا مطلب کیا ہے؟
۳۶	اجماع اسلام اور کونسل میں فرق
۳۶	کونسلوں کی نوعیت؟
۳۶	کونسلوں کی متعین کردہ تجاویز؟
۳۷	پوپ کے فیصلوں کی اہمیت
	خدا سے متعلق عیسائیوں کے عقائد
۴۰	عیسائی مذہب میں خدا کا تصور
۴۰	عقیدہ تثلیث
۴۱	باپ:
۴۱	پٹا:
۴۱	روح القدس
۴۲	تین اور ایک کا اتحاد
۴۳	حضرت عیسیٰ سے متعلق عیسائیوں کے عقائد
۴۳	(۱) عقیدہ حلول
۴۳	(۲) عقیدہ مصلوبیت:

۴۳	(۳) عقیدہ حیات ثانیہ:
۴۴	(۴) عقیدہ کفارہ:
۴۴	عیسائی مذہب میں عبادات اور رسمیں
۴۴	اصول عبادت:
۴۴	عبادت کا پہلا طریقہ: حمد خوانی:
۴۵	عبادت کا دوسرا طریقہ: ہیپتسمہ:
۴۵	عبادت کا تیسرا طریقہ: عشائے ربانی:
۴۶	عیسائیوں کے تہوار
۴۶	اتوار کا دن:
۴۶	کرسمس:
۴۶	عیسائیوں کی کتابیں اور فرقے
۴۶	اناجیل اربعہ
۴۷	عیسائیوں کے مختلف فرقے
۴۷	پروٹسٹنٹ اور کیتھولک فرقوں کا تعارف
۴۸	پروٹسٹنٹ فرقہ کا وجود
۴۸	فرقہ پروٹسٹنٹ کی اصلاحات
۴۹	ملکانیہ فرقہ:
۴۹	نسطوری فرقہ:
۴۹	یعقوبی فرقہ:
۵۰	دوسرا باب: تعارف اسلام
۵۰	مذہب اسلام
۵۰	اسلام کا مفہوم کیا ہے؟
۵۰	اسلام کا کلمہ کیا ہے
۵۱	اسلامی عقائد کا اجمالی خاکہ

۵۱	مذہب اسلام کا امتیاز اور اس کی جامعیت
۵۲	رحمۃ للعالمین جناب رسول اللہ ﷺ کی آمد
۵۲	امام الانبیاء کی صداقت پر دلائل
۵۲	صداقت کی پہلی دلیل:
۵۳	صداقت کی دوسری دلیل:
۵۳	صداقت کی تیسری دلیل:
۵۳	اسلام کے تین بنیادی عقائد
۵۳	① عقیدہ توحید
۵۴	② عقیدہ نبوت و رسالت
۵۵	رسول کون ہونا چاہئے؟
۵۵	③ عقیدہ آخرت
۵۶	آخرت پر ایمان لانے کا مطلب
۵۶	عقیدہ برزخ
۵۶	ارکان اسلام:
۵۷	توحید و رسالت:
۵۷	نماز:
۵۷	زکوٰۃ:
۵۷	روزہ:
۵۷	حج:
۵۷	اسلامی تعلیمات
۵۷	عبادات:
۵۸	معاملات:
۵۸	معاشرت:
۵۹	شریعت اسلامی کے مأخذ و مصادر

۵۹	پہلا ماخذ قرآن کریم:
۵۹	قرآن کریم کا انجیل سے مقابلہ:
۵۹	دوسرا ماخذ احادیث:
۶۰	اسلام قبول کرنے کا طریقہ
۶۰	اسلام ایک عالمگیر مذہب
۶۲	تیسرا باب: شریعت محمدیہ کا شریعت عیسویہ سے تقابل
۶۲	پہلی دلیل:
۶۲	شریعت محمدی:
۶۲	شریعت موسویہ و عیسویہ:
۶۲	دوسری دلیل:
۶۳	تیسری دلیل:
۶۳	چوتھی دلیل:
۶۳	پانچویں دلیل:
۶۳	چھٹی دلیل:
۶۳	چوتھا باب: تفصیلی مباحث
۶۳	پہلی فصل (خدا تعالیٰ سے متعلق عیسائیوں کے عقائد کا تحقیقی جائزہ)
۶۳	عیسائیت میں خدا کا تصور
۶۳	عیسائیت کا عقیدہ تثلیث
۶۳	انجیل اور قرآن کریم کے بیان کی روشنی میں
۶۶	عیسائیوں کا عقیدہ ”اب“
۶۶	مسلمانوں کا عقیدہ
۶۶	انجیل کا بیان:
۶۶	قرآن کا بیان:
۶۷	عیسائیوں کا عقیدہ (ابن)

۶۸	مسلمانوں کا عقیدہ:
۶۸	انجیل کا بیان:
۶۹	پیٹا باپ کے بغیر عاجز ہے
۶۹	انجیل کا بیان:
۶۹	باپ اور بیٹا دونوں کا وجود الگ ہے
۶۹	انجیل کا بیان:
۷۰	”پیٹا“ ”باپ“ کی حمد کرتا ہے
۷۰	انجیل کا بیان:
۷۰	عیسائیوں سے سوال
۷۰	قرآن کا بیان:
۷۱	عیسائیوں کا عقیدہ ”روح القدس“
۷۲	مسلمانوں کا عقیدہ:
۷۲	انجیل کا بیان ”روح القدس“ خدا سے الگ ہے
۷۲	روح القدس جبرئیل نامی فرشتہ ہے
۷۳	جس کے نقشہ سے حکم خداوند پیٹا پیدا ہوا
۷۳	قرآن کا بیان
	دوسری فصل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عقائد کی حقیقت
۷۵	عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام
	(۱) عقیدہ حلول:
۷۶	عقیدہ حلول کی حقیقت:
۷۶	عیسائیوں کا عقیدہ حلول پر استدلال
۷۷	(۲) عقیدہ مصلوبیت:
۷۸	عقیدہ مصلوبیت انجیل اور قرآن کی نظر میں

۷۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہودیوں کی سازش انجیل کی نظر میں
۷۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟
۷۹	انجیل کا بیان
۷۹	قرآن کا بیان:
۷۹	کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پکڑنے والوں کی طرف اشارہ کیا تھا؟
۸۰	انجیل مرقس کا بیان:
۸۰	انجیل لوقا کا بیان:
۸۰	انجیل یوحنا کا بیان:
۸۰	انجیلوں کی تضاد بیانی
۸۱	گرفتاری کا منظر اور انجیلوں کی تضاد بیانی
۸۱	انجیل لوقا کا بیان:
۸۱	انجیل یوحنا کا بیان:
۸۲	عیسائیوں سے سوال
۸۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودیوں کی عدالت میں پیشی اور انجیل کی تضاد بیانی
۸۲	انجیل یوحنا کا بیان:
۸۳	دربار پیلطیس میں یسوع کی پیشی کے سلسلہ میں انجیلوں میں اختلاف
۸۳	انجیل لوقا کا بیان:
۸۳	یسوع کے صلیب دیئے جانے کا حال اور انجیل کی تضاد بیان
۸۳	انجیل متی اور مرقس کا بیان:
۸۴	انجیل لوقا اور انجیل یوحنا کا بیان
۸۴	تحقیقی نظر
۸۵	انجیل یوحنا کا، انجیل مرقس اور متی سے تضاد
۸۵	انجیل لوقا کا تفرد

۹۳	عیسائیوں کا عقیدہ:
۹۳	اناجیل کا بیان:
۹۳	انجیل یوحنا کا بیان:
۹۴	انجیل متی کا بیان
۹۴	انجیل لوقا کا بیان
۹۴	قرآن کریم کا بیان
۹۵	عیسائیوں - سے کچھ سوالات
۹۶	تیسری فصل: بائبل کی حقیقت
۹۸	بائبل کیا ہے؟
۹۸	بائبل کے معنی:
۹۸	بائبل کی تقسیم:
۹۸	قسم اول:
۹۸	قسم ثانی:
۹۸	لفظ عہد کے معنی؟
۹۹	بائبل کے نسخے:
۹۹	عبرانی نسخے میں کتنی کتابیں؟
۱۰۰	توریت کی حقیقت؟
۱۰۰	تورات کے معنی؟
۱۰۰	یونانی نسخہ:
۱۰۰	یونانی نسخہ کا امتیاز؟
۱۰۰	یونانی نسخہ کی حیثیت؟
۱۰۰	سامری نسخہ اور اس میں موجود کتابیں؟
۱۰۱	سامری کا مطلب؟
۱۰۱	بائبل جدید اور اس میں مذکور کتب

۱۰۱	انا جیل:
۱۰۱	انا جیل اربعہ کا خلاصہ
۱۰۲	رسولوں کے اعمال:
۱۰۲	خطوط:
۱۰۳	مکافہ:
۱۰۳	انجیل کے معنی؟
۱۰۳	بائبل قدیم اور بائبل جدید کا وصف مشترک
۱۰۴	کتابوں کی تحقیق کے لئے عیسائی علماء کی مجلسیں
۱۰۴	پہلی مجلس:
۱۰۴	دوسری مجلس:
۱۰۴	تیسری مجلس:
۱۰۴	چوتھی اور آخری مجلس:
۱۰۶	انجیلوں سے متعلق عیسائیت کا اعتراف
۱۰۷	عیسائیوں کی ہٹ دھرمی:
۱۰۷	انا جیل کے محرف ہونے پر دلیل
۱۰۸	عیسائیوں کے دو مغالطے
۱۰۸	پہلا مغالطہ:
۱۰۸	مغالطے کا پہلا جواب
۱۰۹	مغالطے کا دوسرا جواب
۱۰۹	پہلا سبب:
۱۱۰	دوسرا سبب:
۱۱۰	تیسرا سبب:
۱۱۰	مغالطے کا تیسرا جواب
۱۱۱	کلمہ ہنس کے خط کی عبارت

۱۱۲	انگنائشس کے خطوط اور ان کی حقیقت
۱۱۵	دوسرا مقالہ
۱۱۵	جواب: انجیل مرقس پطرس کے بعد لکھی گئی
۱۱۶	پولس نے انجیل لوقا کو نہیں دیکھا:
۱۱۶	چوتھی فصل: موجودہ عیسائیت کی حقیقت
۱۱۹	موجودہ عیسائیت کی حقیقت
۱۱۹	عیسائیت کی موجودہ شکل کی حقیقت کا اجمالی جائزہ
۱۲۰	کیا موجودہ عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟
۱۲۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور پولس کی تعلیمات کا فرق
۱۲۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات
۱۲۱	عیسائیوں کا اعتراف:
۱۲۳	حواریوں نے پولس کی تصدیق کیوں کی تھی؟
۱۲۳	پولس اور حواریوں کے درمیان تعلقات کی نوعیت
۱۲۵	پولس سے اختلاف کے بعد برناباس کا انوکھا کارنامہ
۱۲۷	تمتہ: عیسائیوں سے سوالات اور ان کو دعوت اسلام
۱۲۷	مسیحی پادریوں سے علماء اسلام کے سوالات
۱۳۱	صلیب برداروں سے ایک مصری عالم دین کا سوال
۱۳۵	عیسائیوں کو دعوت اسلام



وجہ تالیف

عیسائیت کو سمجھنے کے لئے علماء اسلام نے مختصر اور مفصل بے شمار کتابیں اور رسائل تحریر فرمائے ہیں، اس موضوع پر اگرچہ الگ سے خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں تھی، لیکن آسان پیرایہ میں دونوں مذاہب کا مختصر تعارف اور تقابل کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی، جس کو اس مختصر رسالہ میں مکمل کرنے کی ایک طالب علمانہ کوشش کی گئی، یہ رسالہ اس موضوع پر لکھی گئی مفصل کتابوں سے ماخوذ ہے، اہل علم حضرات سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ کتاب میں اگر کوئی قابل گرفت چیز محسوس ہو تو ضرور اطلاع فرمائیں۔

راقم الحروف کو دارالعلوم دیوبند کی ایک متحرک اور انتہائی فعال انجمن ”تقویۃ الاسلام“ شعبہ مناظرہ سے گذشتہ سات سالوں سے الحاق کی سعادت نصیب ہوئی ہے، اور گذشتہ پانچ سالوں سے ذمہ دارانہ طور پر وابستگی رہی، امسال طبیعت میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ کچھ ایسے موضوعات پر جو کہ انتہائی مفصل ہیں ان پر مختصر رسائل تیار کرائے جائیں، جس کی ذمہ داری ”شعبہ مناظرہ“ سے منسلک افراد پر ڈالی گئی، اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر کتاب بھی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

اس موقع پر ہم انتہائی ممنون ہیں حضراتِ اساتذہ کرام کے کہ جنہوں نے اپنا مصروفیات سے وقت نکال کر بندے کی حوصلہ افزائی فرمائی، اللہ تعالیٰ ان کی نظر عنایت اور دائمی التفات و نوازشات کا ان کو اجر عظیم نصیب فرمائے، اور ان تمام احباب کے کہ جنہوں نے کتاب کو منظر عام پر لانے میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا ہے طور خاص مولوی جنید اسلم، مولوی محمد ذیشان، اور مولوی عبدالرازق مالک مکتبہ الحرمین دیوبند کو اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان اجر عظیم نصیب فرمائے۔ (آمین)

مشاہد الاسلام امروہی

۱۴۴۱/۶/۱۳ھ

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی، مہتمم دارالعلوم دیوبند

Mufti Abul Qasim NOMANI
Mohammim (vc) darul uloom deoband



(مفتی) ابوالقاسم نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند (الہند)

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

”اسلام اور عیسائیت، تعارف و تقابل“ اپنے موضوع پر ایک معلومات افزا اور بصیرت افروز کتاب ہے، جس میں عیسائیت کا تعارف کراتے ہوئے اس مذہب میں ہونے والی بتدریج تحریفات، بائبل کے تضادات اور عیسائیت کی خلاف عقل و فطرت تعلیمات کو واضح کرنے کے ساتھ دین اسلام کی واضح اور روشن شاہ راہ کی نشاندہی کی گئی ہے، نیز عیسائیت اور تعلیمات اسلامی کا تقابل کرتے ہوئے یہ بتلایا گیا ہے کہ خود بائبل کی تصریحات کی روشنی میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کرنا ضروری ہے۔

چونکہ عیسائیت کی خلاف عقل و فطرت محرف تعلیمات کی بھول بھلیوں سے نکل کر دامن اسلام میں پناہ حاصل کیے بغیر نہ دنیا میں چین اور سکون حاصل ہو سکتا ہے نہ آخرت میں نجات حاصل ہو سکتی ہے، اس لیے کتاب کے آخر میں دنیا بھر کی عیسائی برادری اور بالخصوص ان کے مذہبی رہنماؤں کو قبول اسلام کی کھلی دعوت بھی پیش کی گئی ہے۔

مجموعی طور سے یہ کتاب جہاں عیسائیت سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے ایک رہنما کتاب ہے وہیں عیسائی مشنریوں کی پرفریب دعوت سے حفاظت اور مقابلہ کے لیے اس میں وافر ذخیرہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور عزیزم مولوی مشاہد الاسلام امروہوی کو مزید علمی و تحقیقی کارناموں کی توفیق بخشے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۱۶/۶/۱۴۳۱ھ = ۲۰۲۰ء

دعائیہ کلمات

حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی مدظلہ العالی
استاذ حدیث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

حامداً و مصلیاً و مسلماً أما بعد:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام، مذاہب سابقہ کی تعلیمات، ان کے محاسن اور خوبیوں کا جامع ہے، اور مذہب اسلام کی یہ جامعیت ایک فطری امر ہے؛ کیوں کہ ہر انسان جانتا ہے کہ انسانی زندگی کے تین ادوار ہوتے ہیں، عہد طفولیت، عہد شباب اور پھر پیری کا زمانہ، اور یہ بات بھی ہر انسان جانتا ہے کہ ان ادوار ثلاثہ کی غذا اور ان کی ضروریات بھی جدا گانہ ہیں، بایں طور کہ عہد طفولیت کی غذا صرف ماں کا دودھ ہوتا ہے لیکن جوں جوں عمر بڑھتی جاتی ہے غذا بھی بدلتی جاتی ہے، احکام بھی بدلتے جاتے ہیں، دنیاوی نظام میں حکومت کی طرف سے جو قوانین اور اصول باہوش اور دانشمندوں کے لئے ہوتے ہیں وہ بچوں کے لئے نہیں ہوتے؛ بلکہ جوں جوں شعور بڑھتا جاتا ہے اسی کے بقدر احکام میں اور پابندیوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح جب نوع انسانی پر شیر خوارگی کا زمانہ تھا تو اس کی روحانی غذا بالفاظ دیگر اس کی شریعت بہت مختصر تھی اور جیسے جیسے انسانی شعور بڑھتا رہا تو احکام اور شریعت کی پابندیاں اس کے لئے بڑھتی رہیں حتیٰ کہ یہ شعور اور ادراک جب اپنے کمال کو پہنچ گیا اور یہ اس قابل ہو گیا کہ عقل سے کام لے کر مسائل کو سمجھے اور حل کر سکے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک کامل اور مکمل شریعت مقرر کر دی، جو ہر قسم کے آئین اور قوانین پر مشتمل ہے اور ایسے صحیح اور مضبوط اصولوں کو جامع ہے کہ اس میں کسی قسم کی تحریف و تبدیلی کا امکان نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو قرآن کریم میں بیان فرمایا: يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنْنَ الَّذِينَ مِنْ

اس میں شک نہیں کہ ”اسلام اور مسیحیت“ کے حوالے سے بہت کچھ لٹریچر مختلف زبانوں میں موجود ہے، تاہم موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ”اسلام اور مسیحیت کا تقابلی مطالعہ“ کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں آسان پیرایہ میں مدلل طور سے تقابلی طریقہ پر اسلام کی حقانیت اجاگر کی گئی ہو۔ ناچیز راقم سطور نے بنگلہ دیش کے متعدد اسفار میں مختلف حضرات علماء سے تبادلہ خیال میں اس ضرورت کو محسوس کیا، الحمد للہ وہاں تخصصات کے شعبے قائم کرنے کا رجحان شباب پر ہے، ان ہی شعبوں میں ”تخصص فی الدعوة“ کا شعبہ بھی متعدد مدارس میں راقم کو دیکھنے کو ملا، بعض مدارس میں تو عملی طور سے اساتذہ کی نگرانی میں فضلاء اور طلبہ تخصصات کو ایسے علاقوں میں بھیج کر دعوت کا فریضہ انجام دینے کی مشق بھی کرائی جاتی ہے، جہاں عیسائی مشنری کے لوگ نہ صرف متحرک ہیں؛ بل کہ بہت سے غریب و نادار یا جاہل عوام کو اپنے دام فریب میں الجھا بھی چکے ہیں، چنانچہ دعوتی کام کرنے والے حضرات علماء نے بھی مذکورہ بالا طرز کی کتاب کی ضرورت کا احساس دلایا۔

عزیز گرامی قدر جناب مولوی مشاہد الاسلام سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس جانب توجہ مبذول کرتے ہوئے اس پہلو سے یہ قابل قدر کام انجام دیا ہے، اور مختلف عقائد، احکام اور مسائل کے تعلق سے یہ تقابلی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے، امید ہے کہ اس سے مذکورہ بالا ضرورت کی تکمیل ہو سکے گی، بہتر ہوگا کہ مستقبل قریب میں یہ کتاب اردو زبان کے علاوہ انگریزی، ہندی، بنگلہ اور سہرادی علاقوں کی دیگر قبائلی و علاقائی زبانوں میں بھی منتقل ہو جائے، تاکہ اس کا نفع عام و تمام ہو، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے، اور خلق خدا کی نفع رسانی کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

(حضرت مولانا مفتی) عبداللہ معروفی (صاحب) غفرلہ

خادم طلبہ شعبہ تخصص فی الحدیث الشریف

دارالعلوم دیوبند، الہند

۱۳/۶/۱۴۴۱ھ = ۲۰۲۰/۲/۹ء

مقدمہ

ظہور اسلام سے پہلے دنیا میں چند بنیادی فرقے پائے جاتے تھے (۱) یہودیت، (۲) عیسائیت، (۳) صابئییت، (۴) بت پرست، (۵) آتش پرست، (۶) ستارہ پرست؛ لیکن ان تمام فرقوں میں عیسائیت اور یہودیت کو جو اہمیت حاصل تھی وہ دیگر فرقوں کا حصہ نہیں تھا، قرآن کریم نے اگرچہ دیگر تمام باطل فرقوں کا رد کیا؛ لیکن عیسائیت اور یہودیت کو اہل کتاب تسلیم کرتے ہوئے ان کو تحریف و تبدیلی سے باز رہنے اور دین اسلام کو قبول کرنے کی طرف متوجہ فرمایا، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ** ﴿سورۃ ال عمران﴾ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اہل کتاب کے سامنے ایک نقطہ اتحاد بیان فرماتے ہوئے ان کو مذہب اسلام کی دعوت دی ہے۔

انبیاء سابقین کی تعلیمات: حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد ﷺ تک تمام انبیاء نے توحید، اطاعت رسول، اور قیامت میں خداوند کے سامنے کھڑے ہونے اور جواب دینے کی تعلیمات ہی سے آگاہ فرمایا ہے۔

حضرت عیسیٰ کی شریعت کا خلاصہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید تھی، قرآن کریم کہتا ہے **وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّهِ مِنَ التَّوْرَةِ** (آل عمران: ۵۰) گویا حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی شریعت دین یہود کا جزء یا اس کا تتمہ تھی؛ کیوں کہ شریعت موسوی کا زمانہ بنی اسرائیل کی ذہنی طفولیت کا زمانہ تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو سیدھے سادھے عقیدے اور اخلاقی تعلیمات دے کر چھوڑ دیا تھا، اسی لئے بنی اسرائیل میں اخلاقی فضائل، روحانی پاکیزگی اور ایمانی روح کی کمی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شریعت موسویہ میں کچھ ضروری اضافے فرمائے، مثلاً بنی اسرائیل میں رافت و رحمت کی کمی تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف بنی اسرائیل

کو متوجہ کیا، اور جو بھی بنی اسرائیل میں خرابیاں درآئی تھیں ان کا تزکیہ فرمایا۔
حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کے بنیادی نکات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے تین بنیادی نکات تھے (۱) مقتدر اعلیٰ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے (۲) نبی اس کا نمائندہ ہے اس کا حکم بجالانا ضروری ہے (۳) حلت و حرمت کی پابندیوں سے جکڑنے والا قانون صرف و صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

عیسائیت میں تحریف: چوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں یہودیوں کی غلطیوں پر نشاندہی کرنا ایک لازمی حصہ تھا، یہودیوں کو یہ بات پسند نہیں آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودی، عیسائیت میں تحریف و تبدیلی اور اس کو نسخ کرنے کے لئے راستے تلاش کرنے لگے جس کا نتیجہ ”پولس“ کی شکل میں ظاہر ہوا۔

موجودہ مسیحیت کی نقائص: موجودہ مسیحیت کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو کوئی عالمی مذہب یا عالمی قانون قرار نہیں دیا جاسکتا، کیوں کہ اس مذہب میں عقائد و اخلاق کی چند باتوں کے سوا کچھ نہیں ہے حتیٰ کہ عبادت کا بھی کوئی طریقہ متعین نہیں ہے جب کہ انسانی زندگی کے لئے بے شمار ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ جن کے بغیر اس کی زندگی ناقص ہے اور ظاہر بات ہے کہ جس مذہب میں ایسی باتیں نہ ہوں وہ مذہب عالمی مذہب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

یہود کی مخالفت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کی اصلاح باطنی کی طرف توجہ فرمائی، یہود کو یہ ناگوار گذرا، چنانچہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تشدد کا الزام لگا کر یوم السبت کی بے حرمتی کا مرتکب قرار دے کر، یروشلم کی تباہی کا متمنی گردان کر، امین اللہ کہلوانے کا الزام دے کر، ان کی مخالفت کی حتیٰ کہ ان کے قتل کی سازش بھی رچ ڈالی۔

مذہب اسلام کی تعلیمات: اسلام نے آکر یہودیت کی سازشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے شریعت موسوی اور شریعت عیسوی کی صحیح تصویر کو پیش کیا اور پھر دنیاۓ یہود و نصاریٰ کو اسلامی دعوت دیتے ہوئے کہا: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا



ابتدائیہ

اللہ رب العزت نے جس طرح انسانوں کو ظاہری اور جسمانی حیات کے لئے قسم قسم کی نعمتوں سے نوازا، طرح طرح کے پھل اور غلے پیدا فرمائے، ٹھیک اسی طرح ان کی روحانی حیات کے لئے انبیاء کے توسط سے اپنی ہدایات اور تعلیمات کا سلسلہ جاری فرمایا، جنہوں نے مشترکہ طور پر اس بات کی تعلیم دی کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام صفات کمالیہ کا جامع ہے، وہی عبادت کے لائق ہے اور اسی پر بس نہیں؛ بلکہ اس کے علاوہ دیگر ضروریات دین کو مشترکہ طور پر بیان فرمایا، ان چیزوں کے بیان میں کسی قسم کی کسی فرقہ کی تخصیص نہیں ہے؛ البتہ خدا کی کیا شان ہے؟ اس کی عبادت کا طریقہ کیا ہوگا؟ اس (عبادت) کے ارکان و شرائط کیا ہیں؟ معاد کی حقیقت کیا ہے؟ جزاء و سزا کا مقصد کیا ہے؟ نبوت و رسالت کے معنی کیا ہیں؟ انبیاء کے اوصاف کیا ہونے چاہئیں؟ کون سے امور اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور کون سے امور نا پسند ہیں؟ ان جیسے سوالات کے جوابات میں ادیان و مذاہب میں فرق ہوتا ہے، جس دین اور جس مذہب میں ان تمام سوالات کا جواب مفصل طریقہ سے مل جائے وہی کامل و مکمل ہوگا، اور وہی مذہب عالمگیر مذہب ہوگا۔

آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جس قدر صحیفے اور کتابیں آسمان سے اتریں وہ کتابیں خاص قوموں اور خاص جماعتوں کے لئے کافی تھیں، وہ عالمگیر نہ تھیں، وہ زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی نہ تھیں، ”توریت“ کی ”کتاب الاحبار“ کا مطالعہ کریں تو اس میں قربانی، قصاص، جانوروں کی حلت و حرمت، حدود و تعزیرات ہی کا بیان ملتا ہے، توریت کی پانچوں کتابوں میں، جنت،

جہنم، قیامت، یوم آخرت اور اعمال پر کسی قسم کی جزاء و سزا کا بالکل تذکرہ نہیں ملتا، صرف اس بات کا ذکر ہے کہ جو شخص یہ کام کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں یہ نعمتیں ہوں گی، اور جو شخص نافرمانی کرے گا اس پر ذلت کو مسلط کر دیا جائے گا۔ ”انجیل“ میں اگرچہ قیامت کا مجمل ذکر ہے؛ لیکن دنیوی اور اخروی زندگی کے شعبوں سے متعلق کوئی تعلیم نہیں ہے؛ انجیل میں زیادہ تر حضرت عیسیٰ کے حالات اور معجزات کا ذکر ہے، احکام کا تذکرہ تو بس برائے نام ہی ہے۔

”زبور“ میں صرف مناجات اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے، احکام شریعت کا بالکل ذکر نہیں ہے، اس کے علاوہ جو صحائف ہیں ان میں سوائے چند قصوں کے اور کسی چیز کا بیان نہیں ملتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک کوئی ایسی کتاب نہیں ملتی جو ایسی جامع اور ہمہ گیر ہو کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی اور مشتمل ہو۔
مذہب اسلام کی جامعیت

چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے جب نبوت و رسالت کے سلسلے کو ختم کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایک ایسی جامع کتاب نازل فرمائی کہ جو تمام انبیاء سابقین کی مکمل تعلیمات کو جامع ہو، قرآن کریم اس کو اس انداز سے بیان کرتا ہے: ”يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ“ (سورۃ النساء) یعنی ہدایت کے جو طریقے اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین کو متفرق طور سے بتلائے تھے وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں جمع فرمادیئے ہیں؛ لہذا دین اسلام مکمل محاسن اور خوبیوں کا جامع ہے، دین اسلام میں ایسے آئین و قوانین اور ایسے محکم اصول و ضوابط بیان کئے گئے ہیں کہ جن میں ذرہ برابر بھی اختلاف و تضلل کا امکان نہیں ہے؛ لہذا شریعت اسلامی کے بعد کسی دوسری شریعت کی ضرورت نہیں

بھی دین، دھرم اور مذہب سے ہو، بہر حال اس کا اپنا ایک طرز معاشرت ہے، جسے وہ شدت کے ساتھ اختیار کئے ہوئے ہے، لغوی معنی کے اعتبار سے مذہب کا یہی مفہوم ہے؛ کیوں کہ مذہب اسم ظرف کا صیغہ ہے جو مصدر میسی کے طور پر استعمال ہوتا ہے، بمعنی چلنے کی جگہ، چلنے کا راستہ وغیرہ، اور اصطلاحی طور پر مذہب کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ ”جن اصولوں پر چل کر زندگی گزاری جاسکے اُن اصولوں کو مذہب کہتے ہیں۔“ (تقابل ادیان، ص: ۳۱)

پہلا باب

عیسائیت کی تعریف

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (برٹانیکا مقالہ ”عیسائیت: ۶۹۳) میں عیسائیت کی تعریف یہ کی گئی ہے: ”وہ مذہب جو اپنی اصلیت کو ناصربہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے، اور اسے خدا کا منتخب (مسح) مانتا ہے۔“ (عیسائیت کیا ہے؟: ۹) عیسائیت کی یہ تعریف بہت مجمل ہے، ”الفریڈ ای گارو“ نے اس تعریف کو مزید پھیلا کر ”انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ آتھکس“ کے مقالے ”عیسائیت“ میں ذرا واضح کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

”یہ وہ اخلاقی، تاریخی، کائناتی موجدانہ اور کفارے پر ایمان رکھنے والا

مذہب ہے جس میں خدا اور انسان کے تعلق کو خداوند یسوع مسیح کی شخصیت

اور کردار کے ذریعہ پنختہ کر دیا گیا ہے۔“ (عیسائیت کیا ہے؟: ص: ۱۰)

عیسائیت کی تعریف میں مذکور اجزاء کی وضاحت

اس تعریف کو بیان کر کے ”مبشر گارو“ نے اس کے ایک ایک جُز کی توضیح کی ہے۔

پہلا جزء اخلاقی مذہب: ”اخلاقی مذہب“ سے اس کے نزدیک وہ مذہب مراد

مختصر حالاتِ زندگی

روایات سے ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کی زندگی پر کوئی خاطر خواہ اور تفصیلی روشنی نہیں ڈالی جاسکتی؛ البتہ اسرائیلی روایات میں اس سے متعلق مفصل مواد موجود ہے؛ لیکن اس پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرنا کسی صورت میں صحیح نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ اسرائیلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ نے ابتدائی طور پر تعلیم گھر ہی میں حاصل کی، یوسف (حضرت مریم علیہا السلام کے منگیتر) نے انہیں متبرک اصول سکھائے، اس کے علاوہ صبح و شام کے متبرک طریقے انہوں نے اپنی والدہ سے سیکھے، اسی طرح وہ یہودیوں کی ”مجالس سبت“ (ہفتہ وار مجلس) میں اپنی والدہ کے ساتھ بڑی پابندی سے شرکت کرتے تھے۔

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کی جوانی کے حالات اسرائیلی روایات بھی مفصل طور پر بیان نہیں کر سکیں؛ البتہ اتنی بات ضرور موجود ہے کہ ”یوسف“ کے انتقال کے بعد ”حضرت مریم علیہا السلام“ کنعان چلی گئیں اور ”حضرت عیسیٰ علیہا السلام“ نے معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے ”برہمنی“ کا پیشہ اختیار کر لیا۔

حضرت عیسیٰ علیہا السلام کا حضرت یحییٰ سے پتسمہ کروانا

”حضرت عیسیٰ علیہا السلام“ کو ”حضرت یحییٰ“ نے پتسمہ دیا، جب ”حضرت عیسیٰ علیہا السلام“ نہا کر آئے تو ان پر کبوتر کی شکل میں روح القدس کا نزول ہوا، اور آسمان سے آواز آئی کہ یہ میرا بیٹا ہے، میں اس سے خوش ہوں، اس واقعہ کو انجیل متی، مرقس، لوقا میں ذکر کیا گیا ہے جب کہ ”انجیل یوحنا“ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہا السلام کا جنگل میں ریاضت کرنا اور نبوت کا ملنا

حضرت یحییٰ سے پتسمہ کے بعد آپ نے چالیس روز جنگل میں گزارے اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے، جب آپ ریاضت کے بعد واپس تشریف

لائے تو آپ نے دعوت و تبلیغ کا کام شروع فرمادیا، اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر تیس سال تھی اسی زمانے میں آپ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ (تقابل

ادیان: ۷۰: ۲۰، محاضرہ بر موضوع عیسائیت: ۳۲ تا ۳۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری

”انجیل متی“ میں ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ نے تبلیغ کے لئے کچھ افراد کا انتخاب کیا جن کی تعداد بارہ (۱۲) تھی۔

انجیل لوقا میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ کی ضرورت کے پیش نظر بعد میں ستر آدمیوں کا انتخاب کیا تھا۔ (انجیل متی، باب: ۱۰۔ انجیل لوقا، باب: ۱۰۔ ماخوذ از محاضرہ علمیہ: ۳۷ تا ۳۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

قرآن کریم نے ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کے چار معجزات کا ذکر کیا ہے: (۱) کے حکم سے مردہ کو زندہ کرنا۔ (۲) پیدائشی نابینا کو بینا اور جذامی کو صحت مند بنانا۔ (۳) مٹی سے پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارنا اور پھر بحکم خداوندی اس کا روح والا ہو کر اڑ جانا۔ (۴) اُن کا اس بات کی خبر دینا کہ کس نے کیا کھایا اور کیا کمایا۔

قرآن کریم اس کو اس طرح بیان کرتا ہے: ”وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ إِنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَ أَبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ وَأُخْرِئُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأَنْتَبِئْكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمِمَّا تَدْخِرُونَ ۖ إِنِّي بِبُيُوتِكُمْ خَبِيرٌ“ (آل عمران: ۴۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علمی دستاویز

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کے علمی دستاویز میں ”انجیل“ تھی، اور وہ واقعی

خدا کا پیغام تھا جو ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ پر خدا کی طرف سے اتر ا تھا، قرآن سے بھی ثابت ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کو انجیل دی گئی تھی نئے عہد نامے سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ کے عہد میں انجیل موجود تھی اور آپ شاگردوں کو اس کی منادی کا حکم دیتے تھے۔ (کتاب الاستفسار، ص: ۱۲۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں شرک کا کوئی شائبہ بھی نہیں پایا جاتا؛ بلکہ انھوں نے اپنی پیدائش کے فوراً بعد شرک و کفر کی جڑیں کاٹنا شروع کر دیں اور ہمیشہ شرک سے روکتے رہے ایک خدا کو سجدہ کرنے کا حکم دنیا کے سامنے پیش فرماتے رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت، شریعت موسوی کی تکمیل تھی

قرآن کریم کی ذکر کردہ تصریحات کی روشنی سے معلوم ہوتا ہے کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام“ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تکمیل کے لئے تشریف لائے تھے۔ انجیل کا بیان: چنانچہ انجیل متی باب ۱۵ میں موجود ہے کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں، نیز انجیل متی باب ۵ میں ہے کہ ”یہ نہ سمجھو کہ میں نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔“

خدا کی توحید اور اس کی عبادت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہمیشہ توحید ہی کی دعوت دی ہے اور شرک سے ہمیشہ محفوظ رہنے کی تلقین کی ہے، جیسا کہ آئندہ عقائد کے باب میں اس کا ذکر آئے گا۔

حضرت محمد ﷺ کی آمد کی بشارت: قرآن کریم نے تو اس چیز کو اس طرح بیان کیا ہے: ”وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا

کونسل کا مطلب کیا ہے؟

عقائد و اعمال سے متعلق عیسائی علماء کی مشاورتی میٹنگ کو کونسل کہا جاتا ہے، اس سے یہ شبہ نہ ہو کہ عیسائیوں کی کونسل تو مسلمانوں کے فقہی سیمیناروں اور مسلمانوں کے اجماع کی طرح ہیں، ایسا نہیں ہے؛ کیوں کہ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اجماع اسلام اور کونسل میں فرق

علماء اسلام کے نزدیک اجماع نام ہے کہ اہل حل و عقد کسی مسئلہ میں غور و فکر کرتے ہیں اور جب اس کی اصل یعنی کسی نص صریح یا غیر صریح کا انکشاف ہو جاتا ہے تو اس کی بنیاد پر اس مسئلہ پر اتفاق کر لیتے ہیں اسی کا نام اجماع ہے۔

معلوم یہ ہوا کہ جس مسئلہ سے متعلق کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ میں صراحت یا کنایتاً کوئی بات موجود نہ ہو تو اس طرح کے اجماع کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ جب کہ عیسائیوں کے یہاں حاملین دین کا کسی بھی معاملہ پر اتفاق کر لینا، قطعیت کا درجہ رکھتا ہے، خواہ اس اتفاق کی بنیاد نصوص میں موجود ہو یا نہ ہو بلکہ بسا اوقات تو وہ اتفاق نصوص کی صریح مخالفت پر مبنی ہوتا ہے۔

کونسلوں کی نوعیت؟

عیسائیوں میں دو طرح کی کونسلیں ہوتی تھیں (۱) عمومی۔ (۲) خصوصی۔ عمومی میں تمام کلیسا اور مذہبی جماعتوں کی نمائندگی ہوتی تھی جب کہ خصوصی میں کسی ایک فرقہ یا چند فرقوں کی نمائندگی ہوتی تھی۔

کونسلوں کی متعین کردہ تجاویز؟

ان کونسلوں میں الوہیت مسیح، روح القدس کی خدائی، ابہیت مسیح کے عقائد طے کئے گئے، ان کے علاوہ ۱۲۲۵ء میں روم کے کلیسا اور اس کے نائبین کو غفرانِ ذنوب، اور نجات کا ٹکٹ دینے اور جنت و دوزخ کی تقسیم کے مالک ہونے کا فیصلہ کیا

دور خامس: ۸۰۰ء سے لے کر ۱۵۷۱ء تک کے زمانے کو عیسائی تاریخ میں قرون وسطی کا زمانہ کہا جاتا ہے، اس زمانے میں عیسائی پوپ اور حکومت وقت کے درمیان اقتدار کی کشمکش شروع ہو گئی، جس میں عہد شارلیمان سے گرگوری ہفتم ۱۰۷۳ء تک پوپ کو غلبہ حاصل رہا، اور عہد گرگوری ہفتم سے بوئی فینس ۱۲۹۴ء تک مغرب و مشرق کے کلیسا میں زبردست اختلاف ہوا، جس کی وجہ سے مشرقی کلیسا نے مغربی کلیسا سے الگ اپنا نام ”آرٹھوڈوکس چرچ“ رکھا اور انھوں نے اپنا صدر مقام قسطنطنیہ منتخب کیا، اور سربراہ کا نام ”بطریق“ رکھا، جب کہ مغربی کلیسا کا نام ”کیٹھولک چرچ“ تھا، اور اس کا صدر مقام روم (اطلی) اور اس کے سربراہ کا نام ”پوپ“ ہوتا تھا، اسی زمانہ میں عیسائیوں نے مذہبی نقطہ نظر سے مشرق و وسطیٰ میں مسلمانوں کے خلاف سات بڑی جنگیں لڑیں، جن میں مسلمانوں کو ہی فتح حاصل ہوئی، اس زمانہ میں صلیبی جنگوں کی وجہ سے ”پوپ“ کو اعلیٰ اختیارات حاصل ہو گئے، تو انھوں نے اس کا غلط فائدہ اٹھا کر ”مغفرت ناموں“ کی تجارت کو عام کر دیا اور اپنے مخالفین کو انتہائی سخت سزائیں دیں؛ چنانچہ اس زمانے میں بعض مصلحین کھڑے ہوئے جنھوں نے اصلاحات کے لئے کوششیں کیں۔

دورِ سادس: یہ دور ”عہد اصلاح“ کہلاتا ہے، ۱۸۵۱ء سے اصلاح کی تحریکوں کا آغاز ہوا، مارٹن لوتھر نے جرمن اصلاحی تحریکوں کا آغاز کر کے مغفرت ناموں اور پاپاؤں کی اخلاقی بے اعتدالیوں اور ان کے مذہبی مظالم کے خلاف آواز بلند کر کے آہستہ آہستہ کامیابی حاصل کی، اس تحریک کے ماننے والوں کو ”پروٹسٹنٹ“ کہا جاتا ہے۔

دورِ سابع: اس دور کو ”عقلیت پرستی“ کا دور کہا جاتا ہے، اس دور میں پورا یورپ سیاسی علمی بیداری کی منزل پر پہنچ چکا تھا، ”مارٹن لوتھر“ وغیرہ جنھوں نے اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا، ان لوگوں نے بائبل کی تفسیر و تشریح میں پہلے لوگوں سے اختلاف کیا تھا، مگر

خود بائبل پر نکتہ چینی نہیں کرتے تھے؛ مگر جوں جوں یہ تحریک آگے بڑھتی گئی، اس کے زاویے بدلتے گئے، اور لوگوں کو عیسائیت کے بنیادی عقائد اور اس کی مذہبی کتب اور عبادات کے طریقوں میں شک و شبہ پیدا ہونے لگا اور اس میں اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ جو باتیں ہماری عقل میں نہیں آئیں گی اور سائنس کے اصولوں پر نہیں اتریں گی، ہم ان کو نہیں مانیں گے، اس قسم کے لوگوں کو ”عقلیت پرست“ کہا جاتا ہے۔

دورِ ثامن: تحریک عقلیت پسندی کا رد ۲ رد و طریقوں سے سامنے آیا: (۱) کچھ لوگوں نے عقلیت کے زیر اثر مذہب میں تبدیلیوں کو اصولی طور پر تسلیم کر لیا اور پھر بائبل کے نظریات کو جدید بنانے کی کوشش کی اس تحریک کو تحریک تجدید کہا جاتا ہے۔ (۲) عقل پسندی کا دوسرا رد عمل مذہبی طبقے کی جانب سے سامنے آیا، جنہوں نے اس تحریک کے جواب میں خالص رومن کیتھولک مذہب کی بحالی اور اس کے احیاء کی تحریک شروع کی، اس تحریک نے کچھ لوگوں کو دوبارہ مذہب کی طرف لوٹایا؛ مگر مجموعی طور پر یہ تحریک کوئی خاص تاثر قائم نہیں کر سکتی، اٹھارہویں، انیسویں، بیسویں صدی میں ”کیتھولک“ اور ”پروٹسٹنٹ“ دونوں فرقوں نے یورپ کی استعماری طاقتوں کے ساتھ مل کر دنیا میں عیسائیت کی ترویج و اشاعت میں بڑا سرگرم حصہ لیا، فی الوقت عیسائیوں نے اپنے وسائل سے فائدہ اٹھا کر ترقی پذیر مشنری دنیا کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا ہے، ان میں مشنری اسکولوں اور مشنری اداروں کا جال پھیلا رکھا ہے، جن کو ان کے مرکزدں سے مالی امداد سمیت ہر قسم کے فوائد حاصل ہو رہے ہیں، اسی طرح علمی تکنیکی تربیت کے بہانے ان ممالک میں عیسائیت کی ترویج و اشاعت جاری ہے۔

(تلخیص: محاضرہ بر موضوع عیسائیت، ص: ۱۱ تا ۱۶۔ عیسائیت کیا ہے؟)

یہ تھا عیسائی مذہب کا ایک اجمالی تعارف؛ لیکن درحقیقت مذہب کا صحیح تعارف اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے تمام بنیادی عقائد کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا

القدس سے کیا مراد ہے؟۔

باپ: عیسائیوں کے نزدیک باپ سے مراد خدا کی تنہا ذات ہے جس میں اس کی صفت کلام اور صفت حیات سے نظر قطع کر لی گئی ہو، یہ ذات بیٹے کے وجود کے لئے اصل کا درجہ رکھتی ہے۔

عیسائیوں کی تصریح کے مطابق ایک خدائی اصطلاح ہے جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باپ ”اصل“ ہے، مثلاً جس طرح ذات صفت کے لئے ”اصل“ ہوتی ہے اسی طرح باپ بیٹے کے لئے ”اصل“ ہے، ورنہ جب سے باپ ہے اسی وقت سے بیٹا ہے، ان میں سے کسی کو کسی پر کوئی تقدم حاصل نہیں ہے۔

بیٹا: بیٹے سے مراد عیسائیوں کے نزدیک خدا کی صفت کلام ہے؛ لیکن یہ انسانوں کی صفت کلام کی طرح نہیں بلکہ دونوں میں فرق ہے، ”ایکونیا“ لکھتا ہے۔

”انسانی فطرت میں صفت کلام کوئی جوہری وجود نہیں رکھتی اس لئے اس کو انسان کا بیٹا یا مولود نہیں کہہ سکتے؛ لیکن خدا کی صفت کلام ایک جوہر ہے جو خدا کی ماہیت میں اپنا ایک وجود رکھتی ہے اس لئے اس کو حقیقتاً نہ مجازاً بیٹا کہا جاتا ہے اور اس کی اصل کا نام باپ ہے۔“

عیسائی عقیدہ کے مطابق خدا کو جس قدر معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ اس صفت کلام کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں، یہ صفت کلام باپ کی طرح قدیم اور جاوداں ہے، اور خدا کی یہی صفت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت میں حلول کر گئی تھی جس کی وجہ سے یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف ریجن اینڈ آئٹس: ۵/۵۸۵ بحوالہ

عیسائیت کیا ہے؟)

روح القدس

روح القدس سے مراد باپ اور بیٹے کی صفت حیات اور صفت محبت ہے یعنی

صفت کے ذریعے خدا کی ذات (باپ) اپنی صفت کلام (بیٹے) سے محبت کرتی ہے اور بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے، یہ صفت بھی صفت کلام کی طرح جوہری وجود رکھتی ہے اور باپ بیٹے کی طرح قدیم اور جاودانی ہے، اسی وجہ سے اس کو ایک مستقل اقنوم کی حیثیت حاصل ہے۔ (عیسائیت کیا ہے؟ ص: ۱۶)

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ”بپتسمہ“ دیا جا رہا تھا تو یہی صفت ایک کبوتر کے جسم میں حلول کر کے حضرت مسیح علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ (متی: ۳/۶)

گویا اس عقیدہ ”توحید فی التثلیث“ کا خلاصہ یہ نکلا کہ خدا تین اقانیم یا تین شخصیتوں پر مشتمل ہے، خدا کی ذات جسے ”باپ“ کہا جاتا ہے، خدا کی صفت کلام جسے ”بیٹا“ کہا جاتا ہے اور خدا کی صفت حیات و محبت جسے ”روح القدس“ کہا جاتا ہے، ان تینوں میں سے ہر ایک خدا ہے؛ لیکن یہ تینوں مل کر تین خدا نہیں ہیں بلکہ ایک ہی خدا ہیں۔ (عیسائیت کیا ہے؟ ص: ۱۷)

تین اور ایک کا اتحاد

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باپ، بیٹا اور روح القدس میں سے ہر ایک کو خدا مان لیا گیا تو خدا ایک کہاں رہا؟ وہ تو لازماً تین ہو گئے؟ یہی وہ سوال ہے جو عیسائیت کی ابتداء سے لے کر اب تک ایک چیتا بنا ہوا ہے، عیسائیوں کے بڑے بڑے مفکرین نے نئے نئے انداز سے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی، اور اسی بنیاد پر بے شمار فرقے نمودار ہوئے؛ لیکن ان تمام تر اختلافات کے باوجود آج تک کوئی تشفی بخش جواب عیسائیت کی طرف سے نہیں دیا گیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں عیسائیت کیا ہے)



حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عیسائیوں کے عقائد

عیسائیوں کا پہلا عقیدہ

عقیدہٴ حلول: اس سے مراد یہ ہے کہ خدائی صفات کی حامل ذات ایک وقت مقررہ کے لئے خدائی صفات کو چھوڑ کر انسانیت کے روپ میں زمین پر آئی، خدائی حیثیت سے وہ ذات خالق تھی، اور انسانی حیثیت سے مخلوق، یہ عقیدہ اسلام کی نگاہ فطرت میں تو کہاں اپنا مقام بناتا؟ عقل سلیم بھی اسے صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں؛ لیکن عیسائیت اس پر دل و جان سے فریفتہ ہے۔

عیسائیوں کا دوسرا عقیدہ

عقیدہٴ مصلوبیت: حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائی مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ انھیں یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا تھا، اور اس سے ان کی وفات ہو گئی تھی، اس عقیدے کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عیسائیوں کے اکثر فرقوں کے نزدیک پھانسی اقوم ابن کو نہیں دی گئی، جو ان کے نزدیک خدا ہے بلکہ اس اقوم ابن کے انسانی مظہر یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئی، جو اپنی انسانی حیثیت میں خدا نہیں ہیں؛ بلکہ ایک مخلوق ہیں۔

عیسائیوں کا تیسرا عقیدہ

عقیدہٴ حیات ثانیہ: حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائی مذہب کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ وہ سولی پر وفات پانے اور دفن ہونے کے بعد تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے تھے، اور حواریوں کو کچھ ہدایات دینے کے بعد آسمان پر تشریف لے گئے۔

نکلڑا ہوتا ہے، اس درمیان تمام لوگ کھڑے رہتے ہیں، زبور کے ہر نغمے کے اختتام پر گھٹنے جھکا کر دعا کی جاتی ہے، اور اس دعا میں گناہوں کے اعتراف کے طور پر آنسو بہانا بھی ایک پسندیدہ فعل ہے، یہ طریقہ تیسری صدی عیسوی سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔

عبادت کا دوسرا طریقہ:

ہپتسمہ: عیسائیت میں داخل ہونے والے ہر شخص کے لئے اس رسم کا ادا کیا جانا ضروری ہے ہپتسمہ کا مخصوص طریقہ یہ ہے کہ عیسائیت میں داخل ہونے والے شخص کو ایک کمرے میں لیجا کر اس طرح لٹایا جاتا ہے کہ اس کا منہ مغرب کی طرف ہوتا ہے، پھر وہ مغرب کی طرف اپنے ہاتھ پھیلا کر کہتا ہے ”اے شیطان! میں تجھ سے اور تیرے عمل سے دستبردار ہوتا ہوں، پھر وہ اپنی زبان سے عیسائی عقائد کا اقرار کرتا ہے، پھر اس کو ایک کمرے میں لے جا کر اس کے کپڑے اتار کر دم کیا ہوا تیل اس کے جسم پر ملا جاتا ہے، پھر اس کو ایک حوض میں ڈالا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا وہ باپ، بیٹے اور روح القدس پر عیسائی تفصیلات کے مطابق ایمان رکھتا ہے یا نہیں؟ جواب اثبات میں پا کر اسے حوض سے نکال کر کپڑے پہنائے جاتے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ شخص اب گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو گیا ہے جیسے یہ سفید کپڑا، پھر اس کو جلوس کی صورت میں کلیسا لیجا یا جاتا ہے۔

عبادت کا تیسرا طریقہ:

عشائے ربانی: یہ عیسائیوں کی ایک اہم رسم ہے، جو عیسائی مذہب اختیار کرنے کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی قربانی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گرفتاری سے ایک دن پہلے حواریوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا تو اسی یاد میں اس کو منایا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر اتوار کو کلیسا میں ایک اجتماع ہوتا ہے، شروع میں کچھ دعائیں اور نغمے پڑھے جاتے ہیں، اس کے بعد

حاضرین ایک دوسرے کا بوسہ لے کر مبارک باد دیتے ہیں: پھر روٹی اور شراب لائی جاتی ہے اور صدر مجلس اس کو لے کر باپ، بیٹے اور روح القدس سے برکت کی دعا کرتا ہے، تمام حاضرین آمین کہتے ہیں، اس روٹی اور شراب کو اپنے جسم کا حصہ بناتے ہوئے عیسائیوں کے ذہنوں میں یہ عقیدہ تازہ ہوتا ہے کہ روٹی مسیح کے بدن میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور شراب ان کے خون میں بدل جاتی ہے، اور تمام حاضرین اس کو کھاپی کر اپنے عقیدہ کفارہ کو تازہ کرتے ہیں۔

عیسائیوں کے تہوار

اتوار کا دن: یونانی مشرکوں کے یہاں یہ دن سورج کی پوجا کے لئے مقرر تھا، اسی طرح ہندو بھی اتوار کو سورج کی پوجا کرتے تھے، ان کی دیکھا دیکھی عیسائیوں نے بھی اس کو مقدس سمجھنا شروع کر دیا، اور اب یہاں مقدس دن اور تہوار کا موقع ہوتا ہے۔
کرسمس: عیسائی تہواروں میں یہ دن ایسا ہی سمجھا جاتا ہے جیسے مسلمانوں میں عید کا دن، کیونکہ یہ عیسائیوں کا سالانہ تہوار ہے، جو ۲۵ دسمبر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سالگرہ کے طور پر منایا جاتا تھا، اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس تاریخ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی، اس خوشی میں کیک کاٹے جاتے ہیں، اور مختلف طریقوں سے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

عیسائیوں کی مقدس کتابیں

عیسائیوں کی مقدس کتابیں جو الہامی خیال کی جاتی ہیں، آج انہیں عہد نامہ جدید کہا جاتا ہے جو کہ درحقیقت بائبل کا دوسرا حصہ ہے، اس میں سائیکس ۲۷ کتابیں شامل ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) انجیل متی۔

(۲) انجیل مرقس۔

(۳) انجیل لوقا۔

(۴) انجیل یوحنا۔

(۵) انجیل یوحنا۔

(۶) انجیل یوحنا۔

اناجیل از بچہ

عیسائی مذہب میں مذکورہ چاروں اناجیل انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور انہی پر عیسائی مذہب میں تقدس کی چادر پڑی ہوئی ہے؛ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خدا کی وہ مقدس آسمانی کتاب جسے انجیل کہا جاتا ہے ان میں سے کوئی بھی نہیں اور خود عیسائی مصنفین کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اناجیل کی حیثیت صرف اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سوانح عمری ہونے کی ہے، یہ خدا کی نازل کردہ کتاب ہرگز نہیں ہے۔

(مزید تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں)

عیسائیوں کے مختلف فرقے

آسمانی مذاہب میں عیسائیت کو جو اہمیت حاصل ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل تسلیم ہے کہ فرقوں کے اعتبار سے جتنی کثرت کا حامل یہ مذہب ہے کوئی اور نہیں، مثلاً نستور یہ، یقوتوبیہ اور ملکانیہ وغیرہ، جس کی سب سے اہم وجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت کے بارے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ کوئی انہیں خدا کہتا ہے، تو کوئی خدا کا بیٹا قرار دینے پر مصر نظر آتا ہے، کسی کی تان یہاں آکر ٹوٹتی ہے کہ خدا کی روح ان میں حلول کر گئی تھی، اور کسی نے عقیدہ مصلوبیت کو اپنے ایمان کا جز بنایا، تاہم ان میں دو فرقوں کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی اور عیسائیوں کی اکثریت انہیں کے ساتھ واسطہ ہے۔

(۱) پروٹسٹنٹ فرقہ۔ (۲) کیتھولک فرقہ۔

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک فرقوں کا تعارف

یہ دونوں عیسائیت کے اہم فرقے ہیں بلکہ آج دنیا میں عیسائیت کے یہی دونوں فرقے ہیں اور ان دونوں کے درمیان مذہبی مسائل میں سخت اختلافات ہیں؛

دوسرا باب: تعارف اسلام

مذہب اسلام

مذہب اسلام ایک عالمگیر اور نہایت ہی جامع مذہب ہے، مذہب اسلام کے تمام قوانین فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں، یہی وجہ ہے کہ اغیار بھی اس کی جامعیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں، مذہب اسلام سے متعلق کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہے؛ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ تمام مذاہب میں عام طور پر سب سے پہلا نام ”مذہب اسلام“ ہی کا آتا ہے، اس لئے ذیل میں اختصار کے ساتھ اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

اسلام کا مفہوم کیا ہے؟

اسلام لغت میں اطاعت اور فرماں برداری کا نام ہے، بالفاظ دیگر اپنے آپ کو کسی کے حوالہ اور سپرد کر دینے کا نام اسلام ہے، اور اصطلاح شریعت میں نبی برحق کے حکم کے مطابق اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کا نام اسلام ہے، اپنی رائے اور خیال کے مطابق اللہ کی اطاعت کرنے کا نام اسلام نہیں، بادشاہ اور حکومت کی اطاعت اور فرماں برداری وہی معتبر ہوتی ہے جو احکام وزارت کے ماتحت ہو احکام وزارت کو واجب العمل نہ سمجھنا یہ حکومت سے بغاوت ہے، اسی طرح انبیاء کرام خداوند ذوالجلال کے خلفاء اور بلا تشبیہ بمنزلہ وزراء کے ہیں، ان کی شریعت کے ماتحت جو حق تعالیٰ کی اطاعت ہوگی وہ تو اسلام کہلائے گی ورنہ کفر کہلائے گی۔ (عقائد اسلام، ص: ۱۸۰)

اسلام کا کلمہ کیا ہے

اسلام کا کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ ہے، یہ کلمہ طیبہ ہے، یعنی ایسا کلمہ کہ جس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنے اور

جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی نبوت کا اقرار کرنے کا عہد لیا جاتا ہے۔

اسلامی عقائد کا اجمالی خاکہ

اسلامی عقائد کو مختصر طریقہ سے ایمان مفصل میں بیان کیا جاتا ہے۔ ایمان مفصل یہ ہے ”آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ“ یعنی کہ سات چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا اقرار کرنا لازم ہے۔ ① اللہ پر ایمان لانا۔ ② فرشتوں پر ایمان لانا۔ ③ آسمانی کتابوں پر ایمان لانا۔ ④ اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لانا۔ ⑤ قیامت کے دن پر ایمان لانا۔ ⑥ اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا۔ ⑦ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔

مذہب اسلام کا امتیاز اور اس کی جامعیت

جیسا کہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں میں جو بری خصلتیں اور غلط عقائد پیدا ہو گئے تھے وہ اگرچہ ”بائبل“ کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہی تھے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ”بائبل“ کی تعلیمات بھی کوئی ایسی جامع تعلیمات نہیں تھیں کہ ان کو حرفِ آخر قرار دیا جاسکے اور اس کے بعد کسی دوسری چیز کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو؛ بلکہ اگر ہم دیگر عالمی نظریات کو بھی ساتھ میں ملا لیں، خواہ وہ نظریات اور تعلیمات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے پیش کردہ نظام حکمرانی اور سیاسی زندگی سے متعلق ہوں، یا اس کے علاوہ اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات پر مشتمل ہوں، چاہے وہ برہمنوں کا فلسفہ ہو، یا گوتم بدھ اور مہابیر جیسے رہنماؤں کے پیش کردہ قوانین اور ہدایات ہوں، یہ تمام چیزیں اس وقت اگرچہ ذہنی اور فکری صلاحیتوں کو نقطہ عروج پر تو لے جا رہی تھیں لیکن خرابی یہ تھی کہ ان میں مدار قوانین اور مدار فلسفہ صرف اور صرف عقل کو قرار

صداقت کی دوسری دلیل: قرآن کریم آپ ﷺ کی صداقت کی دوسری دلیل ہے، قرآن کریم معجز ہے اور معجز رہے گا، اس کے اعجاز پر بے شمار دلیلوں میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آج تک اس کی زبان نہیں بدلی؛ جبکہ دیگر آسمانی کتابیں نہ تو اپنی اصل زبانوں میں ہیں اور نہ ہی ان کے یونے والے باقی رہے بلکہ اب تو صورت حال یہ ہو چکی ہے کہ اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ دیگر آسمانی کتابیں اصلاً کس زبان میں نازل ہوئیں تھیں؟

صداقت کی تیسری دلیل: آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل ہیں، تمام تعلیمات کو تو پیش نہیں کیا جاسکتا، البتہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کو صرف اس لئے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ غور کیا جائے کہ کیا اس سے زیادہ سچی کوئی تعلیم ہے؟ اور کیا اس کے پیش کرنے والے کے تقدس اور اس مذہب کے حق ہونے میں کوئی شبہ کیا جاسکتا ہے۔ (سیرت محمد رسول اللہ ﷺ از: محمد میاں صاحب)

مذہب اسلام کے تین بنیادی عقائد

مذہب اسلام کی تعلیمات پر روشنی ڈالنے سے قبل ہم اسلام کی تین بنیادوں (توحید، رسالت اور آخرت) پر مختصر کلام پیش کریں گے۔

عقیدہ ذات و صفات باری تعالیٰ

① اللہ تعالیٰ اپنی قدیم ذات و صفات کے ساتھ خود بخود موجود اور موصوف ہے، اس کے سوا تمام اشیاء اسی کی ایجاد سے موصوف ہوئی ہیں، اور اسی کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہیں، خدا کو خدا اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ خود بخود ہے، اور اس کی ہستی خود اسی سے ہے۔

② حق جل شانہ ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اس لئے کہ شرکت عیب ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے نیز شریک کی ضرورت تب ہوتی ہے جب وہ کافی اور

اللہ کے حکم کے درمیان اکثر مقابلہ اور تصادم رہتا ہے اس لئے بندے کی بندگی اور فرماں برداری کا سب سے زیادہ سخت امتحان معاملات اور معاشرت میں ہوتا ہے۔

(دین شریعت، ص: ۱۷۵ تا ۱۷۶)

شریعت اسلامی کے مآخذ و مصادر

پہلا مآخذ قرآن کریم: اسلام اور دینی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کے حل کا سب سے بڑا مآخذ ”قرآن کریم“ ہے، اور مسلمان اپنی رہنمائی کے لئے ہر مسئلے میں سب سے پہلے اسی کی طرف رجوع کرنے میں قلبی راحت محسوس کرتے ہیں اور اس میں آنے والے ہر حکم کو سر آنکھوں پر لیتے ہیں۔

قرآن کریم کا انجیل سے مقابلہ:

① قرآن کریم مبداء اور معاد، توحید و رسالت، قیامت اور جزا و سزا نیز جنت اور جہنم کے احوال جس تفصیل سے بیان کرتا ہے، انجیل میں اس کا سوال حصہ بھی نہیں ہے۔

② قرآن کریم میں اصول و فروع، معاش و معاد، تہذیب اخلاق اور تدبیر منزل، سیاست مملکت و مدنیہ، فقیری اور مال داری کے ساتھ حکمرانی اور جہان بینی کے جو قواعد مذکور ہیں وہ انجیل میں قرآن کریم کے مقابل ایک حصہ بھی نہیں ہیں۔

③ قرآن کریم نزول سے لے کر اب تک محفوظ ہے جب کہ انجیل محرف ہو چکی ہے۔

④ عیسائیوں کے پاس اپنی کتابوں کی کوئی سند نہیں ہے جب کہ مسلمانوں کے پاس قرآن کریم تو بہت دور، کتب احادیث کی بھی سندیں موجود ہیں۔

⑤ انجیل میں بہت سے مضامین ایسے ہیں کہ جو حق تعالیٰ شانہ کی تقدیس اور عظمت کے خلاف ہیں جب کہ قرآن کریم ان تمام آلائشوں سے محفوظ ہے۔

(مقدمہ تفسیر حقانی: ۱۱۱-۱۱۲ اسلام اور نصرانیت: ۳۲-۴۱)

دوسرا مآخذ احادیث: قرآن کریم کے بعد احکام کا دوسرا بڑا مآخذ ”حدیث“ ہے جس

کا آسان مفہوم پیغمبر اسلام کے اقوال، افعال اور مشاہدات بیان کیا جاسکتا ہے، یعنی آپ کا فرمان بھی مسلمانوں کے لئے رہنما ہے، آپ کا عمل بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی موقع پر خوش رہنا بھی ایک قانون ہے، بالفاظ دیگر یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس دینی و دنیوی رہنمائی کے لئے ایک علمی قرآن ہے اور دوسرا عملی قرآن۔

آپ ﷺ کی تعلیمات جن کتابوں میں جمع کی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ مستند کتابیں چھ ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں:

- ① صحیح بخاری۔ ② صحیح مسلم۔ ③ جامع ترمذی۔ ④ سنن ابی داؤد۔ ⑤ سنن نسائی۔ ⑥ سنن ابن ماجہ۔

ان کتابوں کے علاوہ بے شمار احادیث کی کتابیں ہیں جو کہ اسلامی تعلیمات کے تمام پہلوؤں کو جامع ہیں۔

اسلام قبول کرنے کا طریقہ

ادیان باطلہ میں داخل ہونے کے لئے مختلف قسم کے عجیب و غریب طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، اسلام نے ان تمام کے برعکس انتہائی مختصر اور آسان طریقہ بیان کیا ہے، جس کے لئے کسی لمبے چوڑے مجاہدات یا عجیب و غریب امور کو اختیار کرنا کوئی ضروری نہیں بلکہ اسلام قبول کرنے کا خواہش مند غسل یا وضو کر کے کسی بھی مسلمان کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ لے؛ بلکہ اگر غسل اور وضو کرنے کا موقع نہ ملے اور خود ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے، تب بھی اسے مسلمان شمار کیا جائے گا اور جب وہ لوگوں کے سامنے اپنے اسلام کو ظاہر کرے تو لوگ بھی اسے قبول کریں گے، اس کے برخلاف عیسائی مذہب اختیار کرنے کا طریقہ ہم نے پیچھے بیان کیا ہے، جو نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب

تاریخ عالم سے واقفیت رکھنے والا ایک ادنی طالب علم بھی اس بات سے

واقف ہے اور مورخین نے بھی انتہائی صفائی سے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام نے جس مختصر زمانے میں پوری دنیا پر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑھے، اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

پھر اسلام نے غیر مسلموں پر اپنا جواثر ڈالا، اسے وہ کبھی فراموش نہ کر سکے اور اسلام قبول کر لیا، کم از کم دیگر ادیان و مذاہب کی نسبت اسلام کے لئے اپنے دل میں انتہائی نرم گوشہ رکھا، جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اسلام فطرت انسانی کے انتہائی قریب جا کر اپیل کرتا ہے، اور یہ خصوصیت کسی قومی یا نسلی یا علاقائی دین میں نہیں ہو سکتی، اس لئے ایک غیر جانب دار مصنف اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو بجا طور پر زندگی کے ہر شعبہ کو مکمل طریقہ سے بیان کرتا ہے اور انسانیت کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔



تیسرا باب: شریعت محمدیہ کا شریعت عیسویہ سے تقابل

تمام ہی اہل اسلام اس بات پر مطمئن ہیں اور یہ ان کا دعویٰ بھی ہے کہ دنیا میں موجود کسی بھی ملت اور کسی بھی شریعت کا شریعت محمدیہ کے ہم پلہ اور ہم سر ہونا تو درکنار، صداقت اور پختگی لطائف اور پاکیزگی میں شریعت محمدیہ کا عشر عشیر بھی نہیں ہے، شریعت حقہ کی عظمت اور اس کی برتری کے لئے چند دلائل ہدیہ قارئین ہیں۔

پہلی دلیل:

شریعت محمدی: آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے تمام اصول و قوانین فطرت صحیحہ کے عین مطابق ہیں وہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے مبرہن ہیں۔

شریعت موسویہ و عیسویہ:

یہود و نصاریٰ کے پاس نہ اصول ہیں اور نہ ہی اس جامعیت کے ساتھ فروغ ہیں اور اپنے اصولوں کے اثبات کے لئے ایک عقلی دلیل بھی ان کے پاس نہیں ہوتی ہے (ایسی دلیل کہ جس کو دلیل کہا جاسکے) اور جہاں تک دلائل نقلیہ کی بات ہے تو ان کا حال تو عقلیہ سے بھی خراب ہے، جیسا کہ گذرا اور آئندہ بائبل کے بیان میں آرہا ہے۔

دوسری دلیل: شریعت محمدیہ سابقہ تمام انبیاء کی تعلیمات اور ان کی حکمتوں کا لب لباب ہے، مزید برآں اس میں ایسے محاسن و کمالات اور ایسی خوبیاں ہیں جو کسی اور مذہب میں نہیں ہیں۔

جبکہ شریعت موسویہ و عیسویہ کم از کم ان محاسن اور خوبیوں سے تو خالی ہی ہیں کہ جن کو اسلام نے پیش کیا تھا۔

تیسری دلیل: شریعت محمدیہ کا ہر حکم معتدل اور متوسط ہے، افراط و تفریط سے

اسلام اور عیسائیت، تعارف و تقابل ﴿۶۳﴾ بالکل پاک ہے۔

جب کہ شریعتِ موسویہ میں افراط، شدت اور سختی ہے اور شریعتِ عیسویہ میں تفریط، انتہائی تخفیف و تساہل ہے۔
چوتھی دلیل: شریعتِ محمدیہ ایک عالمگیر شریعت ہے جو کسی زمانہ یا کسی قوم کے ساتھ خاص نہیں ہے اور اس شریعت کے عالمگیر ہونے کو اگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لفظ ”کافۃ“ اور لفظ ”جہیعا“ سے بیان کیا ہے تو وہیں دوسری طرف انجیل، باب: ۱۴ درس ۱۶ میں اور توریت سفر پیدائش باب: ۴۹ میں بھی اسلام کے ہونے اور اس کے بانی (جناب محمد رسول اللہ ﷺ) کو ابد تک کامدگار اور بھیجے جانے کی پیشین گوئی ہے۔

جب کہ شریعتِ عیسویہ اور موسویہ نے نہ تو اپنے عالمگیر ہو اور نہ ہی ان کی تعلیمات اس کی متحمل ہو سکتی ہیں۔
پانچویں دلیل: شریعتِ محمدیہ ابتدا ہی سے ہر قسم کی تبدیلیوں سے ۔ ۔ ۔ ساتھ محفوظ چلی آرہی ہے کہ اگر اس کی شان حفاظت کی زکوۃ نکال کر تمام دنیا کے مذہبوں اور حلقوں پر تقسیم کیا جائے تو سب غنی ہو جائیں۔
جب کہ اہل کتاب کے ہاتھ میں آج تک نہ کوئی قابل وثوق شریعت ہے اور نہ ہی کوئی قابل اعتماد کتاب، مجہول زمانہ کے مجہول مصنفین کی مجہول کتابیں ان جہلا و مجہولین کے ہاتھوں میں ہیں۔

چھٹی دلیل: شریعتِ محمدیہ نے حقوق اللہ اور حقوق العبد کی صحیح اور مکمل تعلیم پیش کی ہے، شریعتِ محمدیہ نے اگر حقوق نفس کا ایک طرف مکمل خیال کیا ہے تو دوسری نفسانی خواہشات پر پابندی بھی لگائی ہے۔ زندگی کا کوئی پہلو یا کوئی شعبہ ایسا نہیں کہ جہاں شریعتِ اسلامیہ انسانوں کی راہنمائی نہ کرتی ہو۔

جب کہ عیسائیت ہی نہیں بلکہ دنیا کے دیگر تمام مذاہب اس امتیاز اور خصوصیت سے محروم ہی ہیں۔ (اسلام اور نصرانیت: ۴۸ تا ۴۱)

چوتھا باب

عیسائیت اور اسلام کے تعارف کے بعد عیسائیت کے بنیادی عقائد۔ ”عقیدہ تثلیث، عقیدہ حلول، عقیدہ مصلوبیت، عقیدہ حیات ثانیہ، عقیدہ کفارہ“۔ قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں اناجیل سے موازنہ اور صحیح رخ کی تعیین کرتے ہوئے، اناجیل کے آپسی تناقضات کو بین کرتے ہوئے ان کے عقائد کے بطلان کو ثابت کیا گیا ہے، اور پھر عیسائیت کا تشریحی ماخذ ”بائبل“ کا تفصیلی تعارف اور اس کے حوالے سے پیش کیے جانے والے مغالطوں پر تردیدی کلام کیا گیا ہے۔ اس میں باب میں چار فصلیں اور ایک تتمہ ہے۔

پہلی فصل

عیسائیت میں خدا کا تصور

عیسائیت کا عقیدہ تثلیث

انجیل اور قرآن کریم کے بیان کی روشنی میں

اس تقابل میں ہمارا مقصد جہاں یہ واضح کرنا ہے کہ مذہب عیسائیت کی تعلیمات اسلام کے بالمقابل ناقص اور ادھوری ہیں، وہیں یہ بات بھی ثابت کرنی ہے کہ موجودہ عیسائیت اگر ایک طرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے تو وہیں دوسری طرف انجیل کی تصریحات کے بھی خلاف ہے؛ کیوں کہ یہ بات مسلم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

بعثت کا مقصد کسی نئے مذہب کی بنیاد ڈالنا نہیں تھا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی تجدید اور اس کی تعلیمات پر عمل کی تلقین کرنا تھا، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین سے الگ کوئی جماعت نہیں بنائی، اور نہ اس کا کوئی مستقل نام رکھا، آپ بیت المقدس کے ہی ہیکل میں عبادت کرنے کے لئے جاتے اور اپنے آپ کو موسوی شریعت کا پابند سمجھتے تھے، اور دوسرے لوگوں کو بھی اسی شریعت پر عمل کی تلقین فرماتے تھے، جیسا کہ انجیل متی میں ہے:

”یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائے ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہ ٹلے گا“ (متی ب: ۵)

الغرض! آپ نے اسی دین موسوی کی تعلیمات اور اس کے اصول و عقائد کو سامنے رکھ کر اپنی قوم کو ہمیشہ توحید و رسالت کی تبلیغ کی، آپ کی تعلیمات میں کہیں بھی آپ کی ”الوہیت و ابنیت“ یا ”عقیدہ تثلیث“ کا کوئی سراغ نہیں ملتا اس کے باوجود عیسائیوں نے مسیحی تعلیمات سے انحراف کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی، اور ”عقیدہ تثلیث“ کو اس کا بنیادی جز و قرار دیا، پھر عقیدہ تثلیث میں چوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا مان لیا گیا اس لئے اس کے نتیجے میں ایک دوسرا عقیدہ ”عقیدہ کفارہ“ وجود میں آیا کہ جب حضرت عیسیٰ خدا اور خدا کے بیٹے ہیں تو آخر وہ صلیب پر چڑھ کر لعنت کی موت کیوں مرے؟ اسی سوال کے حل کے لئے عیسائیوں نے کفارے کا عقیدہ تصنیف کیا۔

ذیل میں خدا تعالیٰ سے متعلق عیسائی عقائد کا انجیل کے بیان سے تقابل دکھلایا گیا ہے جس میں عیسائی عقائد انجیل کے بیان سے بالکل ہٹے ہوئے ہیں برخلاف اسلامی عقائد کے کہ وہ انجیل کے بیان کے موافق اور مطابق ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ”اب“

عیسائی اس کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جس طرح ”باپ“ خدا ہے بالکل اسی طرح ”بیٹا“ بھی خدا ہے، اور ”روح القدس“ بھی بالکل اسی طرح کا خدا ہے۔ ایک عیسائی مصنف ڈاکٹر پوسٹ اپنی کتاب ”تاریخ الکتاب المقدس“ میں لکھتا ہے: ”طبیعة الله عبارة عن ثلاثة أقانيم متساوية، الله الأب، والله الابن، والله الروح القدس“۔ (النصرانیہ، ص: ۱۲۱)

لیکن عیسائیت کے اس عقیدہ کی انجیل کے بیانات اور توضیحات سے بالکل تائید نہیں ہوتی ہے۔
مسلمانوں کا عقیدہ

مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ تنہا ہے اس کی خدائی میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے: ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝“ اللہ تعالیٰ سے متعلق جو مسلمانوں کا عقیدہ ہے انجیلوں میں بھی اس کی تائید ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

انجیل کا بیان:

① خدا صرف ایک ہے اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں، انجیل مرقس میں ہے:

”اے اسرائیل: سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خدا ہے“ (مرقس ب: ۱۲ نمبر ۲۸)

② ”تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا“ (لوقا ب: ۱۸)

③ ”تو مجھ سے نیکی کی بات کیوں پوچھتا ہے نیک تو ایک ہی ہے“ (متی ب: ۱۹)

④ ”ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو

نے بھیجا ہے جانیں“ (یوحنا: ۱۷، نمبر ۳)

مسلمانوں کا عقیدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو خدا ہیں اور نہ ہی خدا کے بیٹے ہیں بلکہ وہ اللہ کے ایک سچے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک بندے ہیں۔

جب کہ موجودہ عیسائیوں کے نزدیک ”بیٹا“ اپنی تمام صفات میں ”باپ“ کے برابر ہے؛ لیکن جب ہم انجیل سے اس عقیدہ کا موازنہ کرتے ہیں تو انجیل کا بیان اس عقیدہ کی تردید کرتا ہے۔ انجیل کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

انجیل کا بیان: ﴿١﴾ ”بیٹا“ کسی بھی صفت میں ”باپ“ کے برابر نہیں، نہ علم و قدرت میں اور نہ وجود میں؛ بلکہ وہ باپ سے الگ ایک بندہ عاجز ہیں۔

حضرت مسیح نے قیامت کی گھڑی کی بارے میں فرمایا:

”لیکن اس دن یا اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا

مگر باپ“ (مرقس، ب: ۱۳، نمبر ۳۲)

فائدہ: اس بیان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ”بیٹا“ صفت علم میں ”باپ“ کے برابر نہیں ہے۔

﴿٢﴾ ایک عورت نے بھیڑ میں یسوع کی پوشاک چھوئی تو انھوں نے سوال کیا کہ کس نے میری پوشاک چھوئی؟ اس نے چاروں طرف نگاہ کی تاکہ جس نے یہ کام کیا تھا اسے دیکھے۔ (مرقس، ب: ۵)

فائدہ: اس بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ پوشاک کو کس نے ہاتھ لگایا، اس کا بیٹے کو علم نہیں ہوا۔

﴿٣﴾ دوسرے دن جب بیت عیناہ سے نکلے تو اسے بھوک لگی اور وہ دور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھ کر گیا کہ شاید اس میں کچھ پائے؛ مگر جب اس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ (مرقس، ب: ۱۱)

فائدہ: انجیل مرقس کے اس بیان سے بھی معلوم ہوا کہ ”بیٹے“ کو اگر پہلے سے علم ہوتا تو انجیر کے درخت کے پاس نہ جاتا، انجیل مرقس کے ان بیانات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بیٹا ”علم“ میں باپ کے برابر نہیں ہے۔

بیٹا باپ کے بغیر عاجز ہے

انجیل کا بیان: ① زبدی کے بیٹوں کی ماں سے یسوع نے کہا تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے اس سے کہا: کہ یہ میرے دونوں بیٹے تیری بادشاہی میں تیری داہنی اور بائیں طرف بیٹھیں اس نے اس سے کہا: تم میرا پیالہ تو پیو گے؛ لیکن اپنے داہنے، بائیں بٹھانا میرا کام نہیں؛ مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے ان ہی کے لئے ہے۔ (متی، ب: ۲۰)

فائدہ: انجیل کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ ”بیٹے“ میں اس بات کی بھی قدرت نہیں ہے کہ وہ کسی کو آسمانی بادشاہت میں شریک کر لے، معلوم ہوا بیٹا ”باپ“ کی اجازت کے بغیر کسی چیز کو کرنے پر قادر نہیں ہے۔

② وہ تھوڑا آگے جا کر زمین پر گرا اور دعا کرنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر ٹل جائے، اور کہا: اے ابا! اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے، اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹالے، جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے وہ ہو۔ (مرقس، ب: ۱۴، نمبر ۲۶)

فائدہ: انجیل کے اس بیان سے بیٹے کا عاجز و مضطر ہونا معلوم ہوتا ہے، نیز یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ ”بیٹے“ کی خواہش الگ ہے اور باپ کی خواہش الگ ہے۔

باپ اور بیٹا دونوں کا وجود الگ ہے

انجیل کا بیان: ① جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا میں بھی اپنے ”باپ“ کے سامنے جو آسمان پر ہے اس کا اقرار کروں گا۔ (متی، ب: ۱۰، نمبر ۳۲)

② تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو۔ (متی، ب: ۳۳)

﴿۲﴾ یہ نہ سمجھو کہ میں باپ سے تمہاری شکایت کروں گا۔ (یوحنا، ب: ۵، نمبر ۴۵)

فائدہ: ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ ”باپ“ آسمان میں ہے اور ”بیٹا“ زمین میں ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہوتی ہے ”باپ“ اور ”بیٹا“ دونوں کا وجود ایک ہی ہوتا تو شکایت کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چوں کہ ”بیٹے“ نے ”باپ“ سے شکایت کرنے کی بات کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ”بیٹا“ ”باپ“ سے الگ ہی ہے۔
”بیٹا“ ”باپ“ کی حمد کرتا ہے

انجیل کا بیان: اے باپ آسمان وزمین کے مالک میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں۔ (لوقا، ب: ۱۰، نمبر ۲۰)
فائدہ: اگر باپ اور بیٹا ایک ہیں تو پھر حمد کس کی کی جا رہی ہے؟

عیسائیوں سے سوال

انجیل یوحنا میں ہے کہ جب مسیح نے سردار کاہن کو علانیہ جواب دیا تو ”پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس کھڑا تھا یسوع کے طمانچہ مار کر کہا کہ تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے“ (یوحنا، ب: ۱۸، نمبر ۲۲)

غور کیجئے اگر مسیح خدا ہوتے تو ان کو طمانچہ کیسے مارا جاتا؟ کہیں خدا کو بھی کوئی طمانچہ مار سکتا ہے؟۔

ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ موجودہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں بالکل غلط ہے یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے، چنانچہ قرآن کریم کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

قرآن کا بیان: حضرت مسیح نہ تو خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے برابر ہیں؛ بلکہ وہ ایک بندہ برگزیدہ اور اللہ کے رسول ہیں۔

﴿۱﴾ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

الرُّسُلُ ۖ وَ أُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ۖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ۝ (سورة البائدة)

مسیح بن مریم صرف اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں، اور ان کی والدہ صدیقہ ہیں۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے، غور تو کرو ہم کس طرح دلائل بیان کرتے ہیں۔

﴿٢﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَلْعَمَنَّا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي اِسْرَآئِيلَ ۝ (سورة الزخرف) مسیح ابن مریم صرف اللہ کے بندے ہیں جن پر ہم نے اپنا فضل کیا اور بنی اسرائیل کے لئے ایک نمونہ بنایا۔

﴿٣﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۝ (سورة البائدة) بے شک وہ لوگ کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مسیح بن مریم خدا ہیں۔

﴿٤﴾ وَ قَالَتِ الْيَهُودُ عَزِيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصْرٰى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۖ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِآفْوَاهِهِمْ يُضَاهِيُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۖ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُّؤَفَكُوْنَ ۝ (سورة التوبة)

یہود نے کہا عزیر خدا کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ باتیں اپنے منہ سے کہتے ہیں، ریس کرنے لگے اپنے کافروں کی بات کی، ہلاک کرے اللہ انہیں کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ”روح القدس“

روح القدس بھی اپنی جملہ صفات و خصوصیات میں چوں کہ ”باپ“ اور ”بیٹے“ کے برابر ہے اس لئے وہ بھی خدا ہے۔

سوسنہ سلیمان میں ہے:

”والایمان بالروح القدس الرب المنبثق من الأب الذي هو مع الابن“

یسجد له ویمجد بالناطق بالانبياء“ (النصرانیۃ، ص: ۱۲۰)

اور خدائے روح القدس پر ایمان جو زندہ ہے اور باپ سے ظاہر ہو کر باپ اور بیٹے کے ساتھ وہ بھی مسجود اور بزرگ ہے، اسی کے زیر اثر انبیاء بولتے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ: روح القدس اپنی کسی بھی صفت میں ”باپ“ کے برابر نہیں ہیں، وہ خدا ہو ہی نہیں سکتے بل کہ ”روح القدس“ تو جبرئیل نامی ایک فرشتہ ہے جس کے نقشہ سے بحکم خداوندی ”بیٹا“ پیدا ہوتا تھا۔

فائدہ: اس عقیدے کے تناظر میں انجیلوں کا بیان ملاحظہ فرمائیں، انجیلوں کے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ”روح القدس“ سے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ بالکل غلط ہے؛ بلکہ صحیح عقیدہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرما دیا ہے اور انجیلوں میں بھی یہی بات مذکور ہے۔

انجیل کا بیان ”روح القدس“ خدا سے الگ ہے

”روح القدس“ اپنی کسی صفت و خصوصیت میں باپ کے برابر نہیں اس لئے وہ بھی خدا نہیں ہو سکتا، نیز روح القدس اور بیٹا بھی آپس میں ایک اور برابر نہیں؛ بلکہ روح القدس جبرئیل نامی ایک فرشتہ ہے، جس کے نقشہ سے بیٹا پیدا ہوا۔

① حضرت مسیح نے ایک موقع پر اپنے شاگردوں سے کہا:

”جب تم برے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دے گا“ (لوقا، ب: ۱۱، نمبر ۱۳) صاف واضح ہے کہ ”روح القدس“ خدا نہیں ورنہ خدا کوئی ایسی چیز نہیں جو کسی کو دی جائے۔

② جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو سنے گا وہی کہے گا۔ (یوحنا، ب: ۲۶)

اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ ”باپ“ اور ”روح القدس“ دونوں میں فرق ہے؛

كُنْتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝
اور ذکر کتاب میں مریم کا جب جدا ہوئی اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان
میں پھر پکڑ لیا ان سے ورے ایک پردہ پھر بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ پھر بن
کر آیا وہ اس کے آگے آدمی پورا، بولی مجھ کو رحمان کی پناہ تجھ سے اگر ہے تو ڈر رکھنے
والا، بولا میں تو بھیجا ہوا ہوں تیرے رب کا کہ دے جاؤں تجھ کو ایک ستھرا لڑکا۔

۲ اِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ يَمْرُؤُا۟ۙ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اَسْمُهُ
الْمَسِيحُ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ ۖ (سورة آل عمران)
جب فرشتے نے کہا: اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے اپنے ایک حکم کی جس کا
نام مسیح ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا۔

۳ فَتَفَخَّنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا ۚ (سورة التحريم)
پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

۴ وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۙ (سورة البقرة) اور ہم نے اس کو روح
القدس کے ذریعہ تقویت بخشی۔



دوسری فصل

عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام

اس فصل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق عیسائیوں کے عقائد اور ان پر تفصیلی رد و قدح کے ساتھ، اناجیل کے آپسی تناقضات کو سامنے رکھ کر ان کے عقائد کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے، نیز قرآن کریم کی واضح تعلیمات کی روشنی میں ان کا بطلان کیا گیا ہے، اور ضرورت پڑنے پر ان کے صحیح رخ کی تعیین بھی کی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ سے متعلق عیسائی عقائد

عیسائیوں کا پہلا عقیدہ

عقیدہ حلول: اس سے مراد یہ ہے کہ خدائی صفات کی حامل ذات ایک وقت مقررہ کے لئے خدائی صفات کو چھوڑ کر انسانیت کے روپ میں زمین پر آئی، خدائی حیثیت سے وہ ذات خالق تھی، اور انسانی حیثیت سے مخلوق، یہ عقیدہ اسلام کی نگاہ فطرت میں تو کہاں اپنا مقام بناتا؟ عقل سلیم بھی اسے صحیح تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں؛ لیکن عیسائیت اس پر دل و جان سے فریفتہ ہے۔

عیسائی مذہب کے عقائد کا خلاصہ یہ ہے کہ خدائی صفت کلام (یعنی بیٹے کا اقنوم) انسانوں کی فلاح کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وجود میں حلول کر گئی تھی، جب یہودیوں نے آپ کو سولی پر چڑھایا تو یہ خدائی اقنوم ان کے جسم سے جدا ہو گیا، پھر تین دن کے بعد آپ دوبارہ زندہ ہوئے اور اپنے اصحاب کو کچھ ہدایات دے کر آسمان پر تشریف لے گئے، اور یہودیوں نے جو آپ کو سولی پر چڑھایا تھا اس سے تمام عیسائیوں کا یہ عقیدہ بنا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائی مذہب پر ایمان رکھنے والے لوگوں کے اس گناہ کو معاف کر دیا ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی غلطی سے

[illegible]

مکتوبہ برائے مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی
مکتوبہ برائے مولانا محمد رفیع الدین صاحب دہلی

وہ شخص کہ ستر پر یہ بات واضح کرے کہ میراثیت نے اپنے ستر پر حقیقت
حیثیت کرنے کے لئے عقل و نقل سے وہاں کی پیش کے ہر۔ مگر وہ کہہ سکتا ہے۔
میراثیت نے جس طرح جس طرح عقل و نقل کی بات ہے تو یہ ستر پر حقیقت
میراثیت نے جس طرح جس طرح عقل و نقل کی بات ہے۔

۱۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی باطنی حقیقت یہ ہے کہ
 یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۲۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۳۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۴۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۵۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۶۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۷۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۸۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۹۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔
 ۱۰۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔

یہ ہے کہ انھیں یہودیوں نے سولی پر چڑھا دیا تھا، اور اس سے ان کی وفات ہو گئی تھی، اس عقیدے کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عیسائیوں کے اکثر فرقوں کے نزدیک پھانسی اقوم ابن کو نہیں دی گئی، جو ان کے نزدیک خدا ہے بلکہ اس اقوم ابن کے انسانی مظہر یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو دی گئی، جو اپنی انسانی حیثیت میں خدا نہیں ہیں؛ بلکہ ایک مخلوق ہیں۔

عقیدہ مصلوبیت انجیل اور قرآن کی نظر میں

یوں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری اور ان کی سولی دیئے جانے کا قصہ چاروں انجیلوں میں مذکور ہے مگر ان میں اس قدر متضاد اور انہونی باتوں کی آمیزش ہے جن سے سولی کا سارا قصہ بناوٹی اور خیالی محسوس ہوتا ہے، ہم آگے چل کر انجیلوں کی متضاد اور انہونی باتوں کو نقل کریں گے، مگر پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہودی سازش اور مشورہ قتل کے بارے میں انجیل کا بیان پڑھئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہودیوں کی سازش انجیل کی نظر میں ”اس نے بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزرا! نکل آ، جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا، پس بہتیرے یہودی جو مریم کے پاس آئے تھے اور جنہوں نے یسوع کا یہ کام دیکھا اس پر ایمان لائے“۔ (یوحنا، ب: ۱۱)

آگے سردار کاہنوں اور فریسیوں کی مخالفت کا ذکر اس طرح ہے کہ ”پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت کے لوگوں کو جمع کر کے کہا، ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا ہے، اگر ہم اسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے“۔

اس کے بعد ہے کہ:

”پس وہ اسی روز سے اسے قتل کرنے کا مشورہ کرنے لگے“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟

انجیل کا بیان: انجیل یوحنا باب ۷ میں ہے کہ ”پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے اُن کو پکڑنے کے لئے پیادہ بھیجے، یسوع نے کہا کہ میں تھوڑے دنوں تک تمہارے پاس ہوں، پھر اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا، تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں تم نہیں آ سکتے“

اخیر وقت میں اپنے حواریوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہی کہا تھا جیسا کہ یوحنا، ب: ۱۳/۱ میں ہے کہ ”اے بچو! میں تھوڑی دیر اور تمہارے ساتھ ہوں، تم مجھے ڈھونڈو گے اور جیسا کہ میں نے یہودیوں سے کہا ہے کہ میں جہاں ہوں وہاں تم نہیں آ سکتے، ویسا ہی تم سے بھی کہتا ہوں۔“

قرآن کا بیان: قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيَحْيٰى اِنِّىْ مُتَوَقِّئُكَ وَرَاقِعُكَ اِلٰى وَّ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۵﴾ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ”جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو اور اٹھا لوں گا اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تجھ کو کافروں سے اور رکھوں گا اُن کو جو تیرے تابع ہیں غالب اُن لوگوں سے جو انکار کرتے ہیں قیامت کے دن تک، پھر میری طرف ہے تم سب کو پھر آنا۔ پھر فیصلہ کر دوں گا تم میں جس بات میں تم جھگڑتے تھے۔“

کیا حضرت عیسیٰ نے اپنے پکڑنے والوں کی طرف اشارہ کیا تھا؟

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو آپ نے اپنے حواریوں سے کہا کہ: ”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا۔ (آگے ہے کہ) جس نے میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالا وہی

عیسائیوں سے سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا لوگ یسوع کو پہچانتے نہ تھے کہ یہود کو پہچنوانے یا خود یسوع کو اپنے تعارف کرنے کی ضرورت پڑی؟ جب کہ یسوع ہر وقت مجمع عام میں دعوت و تبلیغ کیا کرتے تھے اور ان کے معجزات کی وجہ سے ہمیشہ اُن کے ساتھ ایک بھیڑ رہا کرتی تھی؟ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو لوگ پہچانتے تھے مگر کیا کہا جائے یہی چیزیں تو بائبل کے محرف ہونے پر دلیل بنتی ہیں۔

حضرت عیسیٰ کی یہودیوں کی عدالت میں پیشی اور انجیل کی تضاد بیانی

انجیل متی باب ۲۶ میں ہے ”یسوع کے پکڑنے والے اس کو سردار کاہن کے پاس لے گئے“ اور آگے یسوع کے ساتھ سردار کاہن کے سوال و جواب کا تذکرہ اس طرح ہے کہ ”سردار کاہن نے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے تو یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا؛ بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔“

انجیل یوحنا کا بیان: انجیل یوحنا کے مطابق یسوع کو پہلے حنا کے پاس لے جایا گیا چنانچہ یوحنا باب ۱۸ میں ہے ”تب سپاہیوں اور ان کے صوبہ دار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا اور پہلے حنا کے پاس لے گئے۔“

تبصرہ: حنا کے یہاں لے جانے کی بات اس انجیل کے سوا اور کسی انجیل میں نہیں ہے؛ بلکہ انجیل متی و مرقس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے مقدمات کی تحقیق رات ہی میں ہوئی، اور انجیل لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سپاہی رات میں گرفتار کر کے لے گئے تو انہوں نے رات میں مسیح کو مارا پیٹا اور صبح کو عدالت میں پیش کر دیا۔

غور کیجئے کہ اگر یہ کتابیں الہامی ہیں تو اس قدر تناقضات و اختلافات کیا معنی رکھتا ہے؟

خواہ ”کفارہ“ کا ہو، عیسائیوں کا گھڑا ہوا ہے۔

یسوع کے مرنے کا منظر اور انجیلوں کی تضاد بیانی

متی اور مرقس کا بیان: متی اور مرقس یسوع کے مرنے کا منظر اس طرح بیان کرتے ہیں، جیسے یسوع پریشان اور گھبرایا ہوا اور خدا سے شکایت کر رہا ہو۔

”تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایللی، ایللی، لہما سبقتی یعنی اے میرے خدا، اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔“

اور انجیل لوقا سے معلوم ہوتا ہے کہ یسوع بہت مطمئن اور راضی بقضا تھا۔

”یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے

ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔“ (لوقا، ب: ۲۴)

انجیل یوحنا کا اختلاف

یوحنا میں ان تمام انجیلوں کے برخلاف نہ یسوع کے چلا جانے کا ذکر ہے نہ گھبرانے

کا صرف ایک بات اُن کے منہ سے نکلی کہ ”تمام ہوا“ اور سر جھکا کر جان دیدی۔

انجیل متی کا بیان

متی ”یسوع“ کے جان دیتے وقت ایک عجیب معجزے کا ذکر کرتا ہے کہ ”یسوع

پھر بڑی آواز سے چلا یا اور جان دیدی اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر

دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی، اور چٹانیں تڑک گئیں، اور قبریں کھل گئیں، اور بہت

سے جسم ان مقدسوں سے جو سو گئے تھے جی اٹھے۔“

انجیل مرقس کا بیان

انجیل مرقس میں صرف اتنا ہے کہ مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو

ٹکڑے ہو گئے۔

انجیل لوقا کا بیان: لوقا اس کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ: ”پھر دو پہر کے قریب

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۖ وَإِنَّ الَّذِينَ
اِخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ﴿٥٤﴾ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا
حَكِيمًا ﴿٥٥﴾ (سورة النساء)

ترجمہ: یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو نہ تو قتل کیا اور نہ اسے سولی دی؛ بلکہ اُن پر
صورتِ حال مشتبہ کر دی گئی، اور جو لوگ اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس
کے اندر شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، اُن کو اس کی کچھ خبر نہیں، صرف اٹکل پر چل
رہے ہیں، بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا؛ بلکہ اللہ نے اسے اپنی جانب اٹھا
لیا، اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریبی دور کے عیسائی
آپ کو سولی دیئے جانے کے قائل نہ تھے

جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے یعنی فلسطین اور شام ان جگہوں
کے عیسائیوں کا عام طور سے یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں
ہوئے؛ بلکہ ان کی جگہ دوسرا شخص مصلوب ہوا تھا۔

عیسائیوں میں ایک فرقہ باسلیدی، دوسرا سرنٹی، تیسرا کارپوک راطی، چوتھا
دوہیسی، یہ چاروں فرقے حضرت مسیح کے قریبی زمانے میں تھے یہ سب کہتے تھے
حضرت یسوع مصلوب نہیں ہوئے ہیں؛ بلکہ شمعون نامی ایک قرینی کو پکڑ کر صلیب
دیا گیا تھا۔ (امان الایمان، ص: ۱۴۲)

انا جیل سے تائید

اس کی تائید تینوں انجیلوں مٹی، مرقس، اور لوقا کے بیان سے بھی ہوتی ہے
جیسا کہ پہلے گذرا کہ جب مسیح کو صلیب دینے کے لئے لے جا رہے تھے تو شمعون

عیسائیت میں اس کو جو مقام حاصل ہے وہ یقیناً محل نظر ہوگا۔
صلیب کی تعظیم کیوں؟

عیسائیت سے آج تک اس کا کوئی صحیح جواب نہیں دیا جاسکا کہ جس چیز پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی وہ اتنی مقدس کیسے ہوئی؟ وہ چیز تو تکلیف کا سبب بنی ہے اور جو چیز ایک جلیل القدر بنی کو تکلیف پہنچانے کا ذریعہ بنے اس کی تعظیم کرنا اور اس کو مقدس اور متبرک ماننا کیسے صحیح ہو سکتا ہے، ایک سلیم الفطرت شخص اس کو کبھی بھی تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب: عیسائیوں کی طرف سے اگر یہ کہا جائے کہ چوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مصلوب ہو کر عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے اسی لئے ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں تو پھر یہ بات صحیح ہو سکتی ہے؛ لیکن پیچیدگی تو یہ ہے کہ ”عقیدہ کفارہ“ ہی غلط ہے جیسا کہ آئندہ اس پر بحث آرہی ہے۔

عیسائیوں کا تیسرا عقیدہ

عقیدہ حیات ثانیہ: حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں عیسائی مذہب کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ وہ سولی پر وفات پانے اور دفن ہونے کے بعد تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے تھے، اور حواریوں کو کچھ ہدایات دینے کے بعد آسمان پر تشریف لے گئے۔
(عیسائیت کیا ہے؟ ص: ۴۴)

یسوع کے دوبارہ زندہ ہونے کا قصہ اور انجیلوں کی تضاد بیانی
انجیل متی کا بیان: انجیل متی میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ

”کاہنوں اور فریسیوں نے پیلطیس کے پاس جمع ہو کر کہا کہ خداوند! ہمیں یاد ہے کہ دھوکہ باز نے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دن کے بعد جی اٹھوں گا، پس حکم دے کہ تین دن قبر کی حفاظت کی جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد چرالے

ہو گئی۔ (کتاب الاستفسار: ۱۰۸)

عقیدہ کفارہ انجیل اور قرآن کریم کی روشنی میں

عیسائیوں کا عقیدہ: خدا کا ازلی وابدی بیٹا (مسح) انسان کی نجات کے لئے آسمان سے اتر ا اور اس نے انسان کے گناہوں کے عوض اپنی جان کو کفارہ میں دیا تاکہ آدمیوں کے گناہوں کی سزا خود اٹھا کر گناہ گار کو سزائے ابدی سے رہائی بخشنے۔
”سوسنہ سلیمان“ میں ہے:

والذي من اجلنا نحن البشر ومن اجل خطايانا نزل من السماء
وتجسد من الروح القدس ومن مريم العذراء تأنس و صلب عنا على عهد
بيلاطيس، وتآلم وقبر وقام من الاموات في اليوم الثالث۔ (النصراية، ص: ۱۲۰)
جو ہم انسانوں اور ہمارے گناہوں کے سبب آسمان سے اتر ا اور روح القدس
اور مریم سے جسم حاصل کیا، اور انسان بنا، اور بیلاطیس گورنر کے زمانہ میں ہماری
طرف سے سولی پر چڑھایا، اور تکلیف اٹھائی، اور قبر میں دفن ہوا، اور تیسرے دن
مردوں میں سے جی اٹھا۔

اناجیل کا بیان: گناہ گاروں کو گناہوں کی معافی اور نجات صرف ایمان، عمل صالح
اور توبہ وغیرہ سے ملتی ہے، اور یہی چیزیں انسان کو سزائے ابدی سے رہائی دیتی ہیں۔
انجیل یوحنا کا بیان: میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور اس پر جس
نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔

(یوحنا، ۵: ۵)

نتیجہ: معلوم ہوا کہ نجات کا مدار ایمان اور عمل ہے۔

انجیل متی کا بیان

① ایک شخص نے سوال کیا کہ اے استاذ! میں کون سی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی

تمہارے گناہوں کی معافی کے لئے جان دے رہا ہوں، کوئی بھی عیسائی قیامت تک چاروں انجیلوں سے اس بات کو ثابت نہیں کر سکتا۔

دوسرا سوال: یہ ہے کہ یہ تو عقل کے بھی خلاف بات ہے کہ گناہ تو دنیا والے کریں اور موت کی سزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جھیلیں؟

تیسرا سوال: یہ ہے کہ حضرت مسیح نے گناہوں سے نجات پانے کے جو طریقے بتلائے ہیں ان میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں ہے کہ میری یا کسی اور کی موت سے تمہارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں؛ بلکہ اس کے برخلاف حضرت مسیح نے گناہوں سے نجات پانے کے جو طریقے بتلائے ہیں وہ یہ ہیں:

”ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو اکیلا سچا خدا، اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں“ سمجھ میں نہیں آیا (یوحنا، ب: ۱۷)

”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ: جو میرا کلام سنتا ہے، اور اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے، ہمیشہ کی زندگی اسی کی ہے اس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا“۔ (یوحنا، ب: ۵)

”ایک شخص نے سوال کیا کہ اے استاد! میں کون سی نیکی کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں؟ یسوع نے جواب دیا: اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں پر عمل کر، اس نے اس سے کہا: کون سے حکموں پر؟ یسوع نے کہا: یہ کہ خون نہ کر، زنا نہ کر، چوری نہ کر، جھوٹی گواہی نہ دے“۔ (متی، ب: ۱۹)

”ننانوے راست بازوں کی بنسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گناہ گار کی بابت آسمان میں زیادہ خوشی ہوگی“۔ (لوقا، ب: ۱۵)

ان تمام عبارات کا کیا مطلب ہے؟ اگر صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی موت سے مغفرت ہو جائے گی تو پھر ان تمام تعلیمات کی کیا ضرورت ہے؟

تیسری فصل

اس فصل میں عیسائیوں کی بنیادی کتاب بائبل کا تعارف پیش کیا گیا ہے، اور اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ بائبل کا محرف ہونا عیسائیوں کے نزدیک بھی مسلم ہے، اس کے باوجود جو لوگ بائبل کے محرف نہ ہونے پر دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا دلائل کی روشنی میں تعاقب کیا گیا ہے، اس سلسلہ میں مباحث پیش خدمت ہیں۔

بائبل کیا ہے؟

بائبل کے معنی: بائبل، ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی کتاب کے ہیں۔

بائبل کی تقسیم: عیسائی لوگ اس کی دو قسم کرتے ہیں:

قسم اول: بائبل قدیم: یعنی وہ کتابیں جو انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے آئے ہوئے انبیاء علیہم السلام کے واسطے پہونچی ہیں۔

قسم ثانی: بائبل جدید: یعنی وہ کتابیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بذریعہ الہام لکھی گئی ہیں۔

پہلی قسم کو عہد قدیم اور دوسری قسم کو عہد جدید کہتے ہیں، اور دونوں کے مجموعہ کو ”کتاب

مقدس“ (بائبل) کہتے ہیں۔ (قاموس الکتاب المقدس، ص: ۶۴۴، میزان الحق، ط: ۳، ص: ۷۰)

لفظ عہد کے معنی؟ توریت میں لفظ ”عہد“ اللہ تعالیٰ کے اس سچے وعدے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جو اس نے تمام انسانوں سے لیا، لیکن ”عہد قدیم“ اور ”عہد جدید“ کی اصطلاح عیسائیوں نے غالباً کتاب ”یرمیاہ“ کے درج ذیل فقرات سے اخذ کیا ہے۔

”دیکھ وہ دن آتے ہیں خداوند فرماتا ہے جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا، اس عہد کے مطابق نہیں جو میں نے اُن کے باپ دادا سے کیا، جب میں نے اُن کی دستگیری کی تاکہ ان کو ملک مصر سے

نکال لاؤں، اور انھوں نے میرے اُس عہد کو توڑا، اگرچہ میں اُس کا مالک تھا، خداوند فرماتا ہے بلکہ یہ عہد ہے جو میں ان دنوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا۔ (یرمیاہ، ب: ۳۱: ۳۱ تا ۳۳)

موجودہ عیسائیت کے مآخذ و مصادر کی تفصیل
بائبل کے نسخے: بہر حال بائبل قدیم کے تین نسخے ہیں:
① عبرانی نسخہ۔ ② یونانی نسخہ۔ ③ سامری نسخہ۔

عبرانی نسخے میں کتنی کتابیں؟

عبرانی نسخہ: اس میں مندرجہ ذیل ۳۹ کتابیں ہیں:

(۱) پیدائش۔	(۲) خروج۔	(۳) گنتی۔
(۴) احبار۔	(۵) استثناء۔	(۶) کتاب یوشع۔
(۷) کتاب قضاۃ۔	(۸) زُوت۔	(۹) شمویل اول۔
(۱۰) شمویل ثانی۔	(۱۱) سلاطین اول۔	(۱۲) سلاطین ثانی۔
(۱۳) توارخ اول۔	(۱۴) توارخ ثانی۔	(۱۵) عزرا۔
(۱۶) نحمیاہ۔	(۱۷) اُسٹر۔	(۱۸) ایوب۔
(۱۹) زبور۔	(۲۰) امثال۔	(۲۱) داعظ۔
(۲۲) غزل الغزالات۔	(۲۳) یسعیاہ۔	(۲۴) یرمیاہ۔
(۲۵) نوحہ۔	(۲۶) حزقیل۔	(۲۷) دانی ایل۔
(۲۸) ہوسیع۔	(۲۹) یوایل۔	(۳۰) عاموس۔
(۳۱) عبدیاہ۔	(۳۲) یوناہ۔	(۳۳) میکاہ۔
(۳۴) ناحوم۔	(۳۵) حبقوق۔	(۳۶) صفیاہ۔
(۳۷) ججی۔	(۳۸) زکریا۔	(۳۹) ملاکی۔

کتابوں کی تحقیق کے لئے عیسائی علماء کی مجلسیں

پہلی مجلس: ”شاہ قسطنطین“ اوّل کے حکم سے ۳۲۵ء میں سب سے پہلی دفعہ شہر نائس (نیقیہ) کے اندر عیسائی علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا، اس اجتماع میں علماء نے بڑی تحقیق اور مشورے کے بعد مختلف فیہ ۱۲ / کتابوں میں سے صرف ”کتاب یہودیت“ کے واجب التسليم ہونے کا فیصلہ کیا، باقی ۱۳ / کتابیں بدستور مشکوک رہیں، چیروم مسیحی عالم نے کتاب یہودیت کے مقدمہ میں یہی بات لکھی ہے۔

دوسری مجلس: اس کے بعد ۳۶۴ء میں شہر لوڈیشیا (لادوقیہ) کے اندر عیسائی علماء کی ایک دوسری مجلس منعقد ہوئی، اس مجلس نے مختلف فیہ ۱۳ / کتابوں میں سے مزید ۶ / کتابوں کو واجب التسليم قرار دیا، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

① یعقوب کا خط۔ ② پطرس کا دوسرا خط۔ ③ یوحنا کا دوسرا خط۔ ④ یوحنا کا تیسرا خط۔ ⑤ یہودا کا خط۔ ⑥ پولس کا خط عبرانیوں کے نام۔ باقی سات کتابیں بدستور مشکوک رہیں۔

نوٹ: ”کتاب آستر“ کا کچھ حصہ جو مختلف فیہ تھا وہ بھی اسی مجلس میں معتبر قرار پایا۔ تیسری مجلس: اس کے بعد تیسری مجلس ۳۹۷ء میں شہر کارٹیج میں منعقد ہوئی جس میں مشہور عیسائی فاضل ”آگسٹائن“ بھی شریک تھے، اس مجلس نے مابقیہ سات کتابوں کو بھی معتبر اور واجب التسليم قرار دے دیا، وہ سات کتابیں یہ ہیں:

① کتاب دانش۔ ② کتاب طویا۔ ③ کتاب باروخ۔ ④ حکمت یشوع بن سیراخ۔ ⑤ مکابین اوّل۔ ⑥ مکابین ثانی۔ ⑦ مکاشفہ یوحنا۔

ان مجالس کے بعد بھی مجلسیں منعقد ہوتی رہیں اور بائبل کے مجموعہ سے بعض کتابوں کو خارج کرنے اور اس میں بعض کتابوں کو داخل کرنے کے سلسلے میں اختلاف چلتا رہا۔ چوتھی اور آخری مجلس: ۴۸۲ء میں روم میں ایک مجلس منعقد ہوئی اس نے موجودہ

داشت کہتا ہے۔ (پیغام محمدی)

عیسائیوں کی ہٹ دھرمی: مذکورہ بالا اعتراف کے باوجود کچھ عیسائیوں کی یہ ضد ہے کہ وہ پہلی اور دوسری صدی میں چاروں انجیلوں کا وجود ثابت کرنے اور پھر انہیں الہامی و آسمانی اناجیل بتانے کی ناکام کوشش کریں۔

اناجیل کے محرف ہونے پر دلیل

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی علیہ الرحمہ اپنی شہرہ آفاق تالیف ”اظہار الحق“ کی پہلی جلد میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

”کسی کتاب کے آسمانی اور واجب التسلیم ہونے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ پہلے تو ٹھوس اور پختہ دلیل سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کتاب فلاں پیغمبر کے واسطے سے لکھی گئی، اس کے بعد ہمارے پاس سند متصل کے ساتھ بغیر کی بیشی اور تغیر و تبدل کے پہونچی ہے، اور کسی صاحب الہام کی جانب محض گمان و دہم کی بنیاد پر نسبت کر دینا اس بات کے لئے کافی نہیں کہ وہ منسوب الیہ کی تصنیف کردہ ہے۔

اسی طرح اس سلسلہ میں کسی ایک یا چند فرقوں کا محض دعویٰ کر دینا کافی نہیں ہو سکتا، دیکھئے کتاب المشاہدات اور تلوین کی سفر صغیر کتاب المعراج، کتاب الاسرار کتاب ٹسٹمنٹ اور کتاب الاقرار، موسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب ہیں، اسی طرح سفر رابع عزرا کا عزرا علیہ السلام کی جانب منسوب ہے، اور کتاب معراج اثنی عشر اور کتاب مشاہدات اشعیاء ان کی جانب منسوب ہیں۔ اور ارمیاء علیہ السلام کی مشہور کتاب کے علاوہ ایک دوسری کتاب ہے، جو ان کی جانب منسوب ہے اور متعدد ملفوظات ہیں جو حقوق علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور عہد جدید کی کتابوں میں سے علاوہ کتب مذکورہ کے کچھ کتابیں ہیں جو ستر سے متجاوز ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام و مریم علیہا السلام اور حواریوں کی اور ان کے تابعین کی جانب منسوب ہیں۔

اس زمانہ کے عیسائی مدعی ہیں کہ یہ تمام کتابیں من گھڑت اور جھوٹ ہیں، آج اس دعویٰ پر گریک کنیسہ اور کیتھولک و پروٹسٹنٹ کے تمام کلیسا متفق ہیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ: ”پھر جب ایسی صورت ہے تو ہم کسی کتاب کی نسبت کسی حواری یا نبی کی جانب کرنے سے یہ کیوں کر مان لیں کہ یہ کتاب الہامی اور واجب التسلیم ہوگئی؟ اسی طرح ہم محض ان کے دعویٰ بلا دلیل کو کسی صورت میں تسلیم نہیں کر سکتے۔“

خلاصہ کلام: بائبل کے غیر الہامی اور غیر مستند ہونے پر حضرت مولانا کیرانویؒ نے بے شمار دلائل پیش کئے ہیں۔ پہلے تو اس کے ۱۲۴ / اختلافات و تضادات اور ۱۱۰ / اغلاط کو مع حوالہ ذکر فرمایا ہے پھر اس کے بعد تحریفات لفظی و معنوی کی ایک لمبی فہرست پیش فرما کر ”انسائیکلو پیڈیا ریس“ سے متعدد عیسائی محققین کے اعترافات نقل کئے ہیں، جنہیں ”بائبل“ میں موجود بہت سی کتابوں کے محرف اور غیر الہامی ہونے کا اعتراف ہے۔

ان تمام تحقیقی مباحث کے بعد حضرت مولانا موصوف نے عیسائیوں کی دو فریب کاریوں سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے جن کے ذریعے عیسائی لوگ انجیلوں کے الہامی ہونے پر سند مہیا کرنے کی ناکام کوششیں کرتے ہیں۔

عیسائیوں کے دو مغالطے

پہلا مغالطہ: علماء پروٹسٹنٹ عوام کو فریب دینے اور پہلی و دوسری صدی میں اپنی انجیلوں کی موجودگی کا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے کبھی کبھی یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ روم کے بڑے پادری کلیمنٹس اور اسکناٹشس جو پہلی اور دوسری صدی کے علماء میں سے ہیں ان کے خطوط میں بعض ایسی عبارتیں ہیں جو انجیل کی عبارتوں کے مشابہ ہیں، لہذا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کلیمنٹس اور اسکناٹشس کے زمانے میں انجیلوں کا وجود تھا جب ہی تو ان دونوں علماء نے انجیلوں کے مشابہ عبارتیں اپنے خطوط میں لکھیں۔

مغالطے کا پہلا جواب: ہمارے اور عیسائیوں کے درمیان جس سند کا جھگڑا ہے

اس سے مراد سند متصل ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک معتبر انسان ایک یا چند واسطوں سے کسی دوسرے معتبر شخص سے اس کا یہ قول نقل کرے کہ فلاں کتاب فلاں حواری یا فلاں پیغمبر کی تصنیف ہے، اور میں نے پوری کتاب اس کی زبان سے خود سنی ہے، یا یہ کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ کتاب میری تصنیف ہے، اور اس واسطہ یا واسطوں کا معتبر اشخاص ہونا ضروری ہے، جن میں روایت کی تمام شرطیں موجود ہوں؛ لہذا صرف یہ کہہ دینے سے کہ ”پہلی اور دوسری صدی کے علماء کلیمنس اور اگناشس کے خطوط میں انجیل کے مشابہ عبارتیں پائی جاتی ہیں اس لئے گویا انجیل پہلی اور دوسری صدی میں موجود تھی“ کافی نہیں ہے؛ بلکہ پہلی اور دوسری صدی میں انجیلوں کا وجود ثابت کرنے کے لئے سند متصل درکار ہے۔

مغالطے کا دوسرا جواب

عیسائیوں کا مذکورہ دعویٰ چند اسباب کی بناء پر باطل ہے:

پہلا سبب: کلیمنس یا اگناشس کے خطوط کے بعض مضامین کا انجیلوں کے مضامین سے متحد ہو جانا اس امر کے لئے کافی نہیں ہے کہ وہ مضامین انجیلوں سے ماخوذ ہوں اور ان کے زمانہ میں یہ انجیلیں موجود ہی ہوں، ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ ان لوگوں کا دعویٰ سچا ہو جائے جن کو پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگ ملحد کہتے ہیں؛ کیوں کہ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ انجیل میں جو اخلاق حسنہ کی تعلیمات نظر آتی ہیں وہ حکماء اور بت پرستوں کی کتابوں سے منقول ہیں۔ اگسیہو مو کا مصنف کہتا ہے کہ:

”انجیل میں اخلاق فاضلہ کی جو تعلیم موجود ہے، اور جس پر عیسائیوں کو بڑا ناز ہے وہ لفظ بہ لفظ کنفیو شس کی کتاب الاخلاق سے منقول ہے جو ولادت مسیح علیہ السلام سے ۶۰۰ سال قبل گذرا ہے، مثلاً اس کی کتاب کے خلق (۲۴) میں یوں کہا گیا ہے کہ: دوسرے کے ساتھ وہی برتاؤ کرو جس کی اس سے اپنے لئے توقع رکھتے ہو اور تم کو

اور بالکل قابل اعتبار نہیں ہے، اسی لئے مرشد الطالبین کے مصنف نے باوجود اپنے تعصب کے نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۰ء کے صفحہ ۷۰ پر لکھا ہے کہ:

”اس کا زعم ہے کہ انجیل مرقس، پطرس کے زیر نگرانی لکھی گئی ہے۔“

غور کیجئے! فقط زعم صاف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ دعویٰ باطل ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

پولس نے انجیل لوقا کو نہیں دیکھا: اسی طرح پولس نے بھی انجیل لوقا کو نہیں دیکھا، دو وجہ سے

پہلی وجہ: اول تو اس لئے کہ آج کل علماء فرقہ پر وٹسٹنٹ کا رائج قول یہ ہے کہ لوقا نے اپنی انجیل ۶۳ء میں لکھی تھی، اور اس کی تالیف اخیاء میں ہوئی تھی۔

دوسری جانب یہ محقق ہے کہ پولس نے ۶۳ء میں قید سے رہائی پائی تھی، پھر کسی صحیح روایت سے مرتے دم تک اس کے حال کا پتہ نہیں چلتا؛ لیکن غالب یہی ہے کہ رہائی کے بعد وہ اسپانہ اور مغرب کی طرف چلا گیا تھا، نہ کہ مشرقی گرجوں کی طرف اور ”اخیائی“ مشرقی شہروں میں سے ہے، اور غالب گمان یہ ہے کہ لوقا نے اپنی انجیل سے فارغ ہونے کے بعد اس کو ”تھیفلس“ کے پاس بھیج دیا تھا، جو درحقیقت انجیل کی تالیف کا باعث تھا۔

پہلی شہادت: مرشد الطالبین کا مصنف نسخہ مطبوعہ ۱۸۴۰ء جلد ۲ فصل ۲، صفحہ ۱۶۱ میں لوقا کے حال میں یوں لکھتا ہے کہ:

”چوں کہ لوقا نے پولس کی رہائی کے بعد اس کا کوئی حال نہیں لکھا اس لئے کسی صحیح روایت کی بناء پر رہائی سے موت تک اس کے سفر وغیرہ کا حال کچھ معلوم نہیں ہوتا۔“

دوسری شہادت: لارڈز اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۷۲۸ء جلد ۵، صفحہ: ۳۵۰ میں کہتا ہے کہ:

”ہم چاہتے ہیں کہ اب حواری کا حال اس وقت سے (یعنی رہائی کے وقت

جانے کا نہ تھا۔

دوسری وجہ: لارڈز نے پہلے تو آریئوس کا قول یوں نقل کیا ہے:
”پولس کے مقتدی لوقا نے ایک کتاب میں وہ بشارت لکھی ہے جس کا وعظ پولس نے کیا تھا۔“

پھر کہتا ہے: ”ربط کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر (یعنی لوقا کا انجیل لکھنا) مرقس کے اپنی انجیل لکھنے کے بعد واقع ہوا، اور پولس و پطرس کی وفات کے بعد۔“
اب اس قول کی بناء پر پولس کا لوقا کی انجیل کو دیکھنا قطعی ممکن نہیں ہے، اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ پولس نے لوقا کی انجیل کو دیکھا بھی تھا تب بھی ہمارے نزدیک اس کا دیکھنا کالعدم ہے کیوں کہ ہمارے نزدیک اس کا دیکھنا الہامی نہیں ہے، پھر کسی غیر الہامی شخص کا قول پولس کے دیکھنے سے الہامی کیوں کر ہو سکتا ہے؟۔

خلاصہ یہ کہ عیسائیوں کا یہ دعویٰ بھی سراسر فریب دہی ہے کہ مرقس نے اپنی انجیل پطرس کی اعانت سے لکھی اور لوقا نے اپنی انجیل پولس کی مدد سے لکھی۔



چوتھی فصل

موجودہ عیسائیت کی حقیقت

عیسائیت کی موجودہ شکل کی حقیقت کا اجمالی جائزہ

عیسائیت کی جو شکل آج دنیا میں معروف ہے، اس کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس کا تفصیلی جواب بڑی حد تک تاریکی میں ہے، تاہم جو مواد ہمارے پاس موجود ہے اس کی روشنی میں اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عروج آسمانی کے بعد آپ کے حواری مخالفوں کا سامنا کرتے ہوئے ہمہ تن دین عیسوی کی تبلیغ میں مصروف تھے اور پے در پے آنے والی رکاوٹوں کے باوجود انہیں خاصی کامیابی حاصل ہو رہی تھی؛ لیکن اسی دوران ایک واقعہ پیش آیا جس نے حالات کا رخ موڑ دیا، واقعہ یہ تھا کہ ایک مشہور یہودی عالم ”ساؤل“ جواب تک دین عیسوی کے پیروؤں پر شدید ظلم ڈھاتا آیا تھا، اچانک اس دین پر ایمان لے آیا، اور اس نے دعویٰ کیا کہ دمشق کے راستے میں مجھ پر ایک نور چمکا، اور آسمان سے حضرت مسیح علیہ السلام کی آواز سنائی دی کہ ”تو مجھے کیوں ستاتا ہے“ اس واقعے سے متاثر ہو کر میرادل دین عیسوی پر مطمئن ہو چکا ہے۔

ساؤل نے جب حواریوں کے درمیان پہنچ کر اپنے اس انقلاب کا اعلان کیا تو اکثر حواری اس کی تصدیق کرنے کے لئے تیار نہ تھے؛ لیکن سب سے پہلے برناباس حواری نے اس کی تصدیق کی (چوں کہ برناباس کی شخصیت حواریوں کے درمیان مسلم تھی اور وہ بڑے سمجھے جاتے تھے اس لئے) ان کی تصدیق سے مطمئن ہو کر تمام حواریوں نے اسے اپنی برادری میں شامل کر لیا۔ ساؤل نے اپنا نام بدل کر ”پولس“ رکھ لیا تھا، اور اس واقعے کے بعد وہ حواریوں کے دوش بدوش دین عیسوی کی تبلیغ میں مشغول ہو گیا، یہاں تک کہ اس کی انتھک جدوجہد سے بہت سے وہ لوگ بھی دین

عیسائیت میں داخل ہو گئے جو یہودی نہ تھے، ان خدمات کی وجہ سے اس دین کے پیروؤں میں ”پولس“ کا اثر و رسوخ بڑھتا چلا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے رفتہ رفتہ ان لوگوں میں مسیح کی خدائی، کفارہ، اور حلول و تجسم کے عقائد کی کھل کر تبلیغ شروع کر دی۔ توارخ سے اتنا معلوم ہے کہ بعض حواریوں نے اس مرحلے پر ”پولس“ کی کھل کر مخالفت کی؛ لیکن اس کے بعد حواریوں کے حالات بالکل اندھیرے میں

ہیں۔ (عیسائیت کیا ہے؟ ص: ۶۷ تا ۶۸)

کیا موجودہ عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں؟

موجودہ عیسائیت کا اگرچہ یہی دعویٰ ہے کہ عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں؛ لیکن تحقیق و تفتیش سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ موجودہ عیسائی مذہب کے اصل بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں؛ بل کہ ”پولس“ ہے، کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو تعلیمات لائے تھے عیسائی ان پر تو عامل نہیں ہیں، البتہ ”پولس“ نے جن چیزوں کو پھیلا یا عیسائی ان ہی پر عامل ہیں، ”پولس“ کو عیسائیت میں ایک بڑا مقام حاصل ہو چکا تھا حتیٰ کہ اس کے چودہ ۱۴ خطوط بائبل میں شامل ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور پولس کی تعلیمات کا فرق

جیسا کہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عیسائی مذہب کی بنیاد تین عقیدوں پر ہے:

(۱) تثلیث۔ (۲) حلول و تجسم۔ (۳) عقیدہ کفارہ۔

یہ وہ عقائد ہیں کہ جن سے اگر کوئی شخص ذرہ برابر بھی اختلاف کرے تو وہ

عیسائیت سے خارج ہو جاتا ہے؛ لیکن قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ تمام عقائد صرف و صرف پولس کی تعلیمات میں تو ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی قول یا کسی اشارہ سے ان میں سے کسی ایک عقیدے کی بھی تائید نہیں ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہیں بھی

اپنے آپ کو خدا نہیں کہا اور نہ ہی کہیں انہوں نے اس بات کو ذکر کیا کہ میں تمہارے گناہوں کو معاف کرنے کے لئے انسانی شکل میں حلول کر کے آگیا ہوں بل کہ ہمیشہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو ”ابن آدم“ کے لقب سے ذکر کیا ہے، جہاں تک عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث پر لفظ ”ابن، اب“ وغیرہ سے استدلال ہوتا ہے تو درحقیقت یہ اسرائیلی محاورات ہیں، بائبل میں بے شمار مقامات پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انسانوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے، دیکھیں! (انجیل یوحنا، باب: ۳۔ تفصیل کے لئے اظہار الحق باب سوم ملاحظہ فرمائیں)

عیسائیوں کا اعتراف: متعدد عیسائی مؤرخین نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ تعلیمات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ثابت نہیں ہیں بل کہ آج کی انجیلوں میں بھی ایسا بیان نہیں ہے کہ جن سے، ان کا خدا یا خدا کا کوئی اقنوم ہونا ثابت ہو۔ مثلاً پروفیسر ہارنیک (Harnack) جرمنی کے مشہور مفکر ہیں، انھوں نے اس کو انتہائی مدلل انداز سے بیان کیا ہے۔ (عیسائیت کیا ہے؟ ۹۳)

اعتراض: انجیل یوحنا میں تو عقیدہ حلول و تجسم ہے؟

سوال کرنے والا کہتا ہے کہ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ موجودہ عیسائیت میں ان عقائد کا کوئی وجود نہیں بلکہ پولس ان کا اصل داعی ہے جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انجیل یوحنا میں بعض ایسی عبارات ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات عقیدہ حلول کی تھیں؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جس انجیل سے یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے یعنی کہ انجیل یوحنا وہ کتاب بالکل جعلی ہے کیوں کہ اس کی وجوہات ہیں:

① انجیل یوحنا کا مصنف یوحنا زبدی حواری نہیں بلکہ یوحنا بزرگ ہے۔

② یوحنا بزرگ نے اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ بارہ سال کی عمر میں حضرت

نظریات ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں کا ان نظریات سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ (ماخوذ تلخیص عیسائیت کیا ہے؟ ص: ۱۲۷-۱۶۱)

پولس سے اختلاف کے بعد برناباس کا انوکھا کارنامہ

برناباس چوں کہ پولس کی اصل حقیقت جان چکے تھے، اس لئے انھوں نے قبرص میں جا کر مستقل شریعت عیسوی کی حفاظت کا سامان کیا اور انھوں نے انجیل مرتب کی جو کہ اگر ایک طرف موجودہ عیسائیت کی تعلیمات اور ان کے عقائد کے خلاف ہیں وہیں دوسری طرف اس میں امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بھی لکھا ہوا تھا، اس وقت سے لے کر علماء عیسائیت اور ماہرین تاریخ نے اس کتاب کو اپنا موضوع بحث بنایا ہے اور عیسائیوں کا اس کتاب کے حوالے سے یہ دعویٰ ہے کہ اس کو کسی مسلمان ہی نے لکھا ہے، یہ کتاب سولہویں صدی عیسوی میں پوپ اسکٹس پنجم کے خفیہ کتب خانے سے برآمد ہوئی ہے، برناباس کی شخصیت حواریوں کے درمیان ایک مسلم اور ایک عظیم شخصیت تھی چنانچہ اعمال لوقا میں ان کا نام یوسف بتایا گیا ہے، نیز اس بات کی بھی صراحت ہے کہ رسولوں نے اس کا نام ”برناباس“ یعنی ”نصیحت کا بیٹا“ رکھا ہے، یہ ان کی عظمت پر دلیل ہے، جہاں تک انجیل برناباس کا تعلق ہے تو اس کے وجود و ثبوت پر محققین نے تفصیلی کلام کیا ہے۔ یہاں صرف ایک بات بطور خلاصہ نقل کر کے بحث ختم کرتے ہیں۔

سید رشید رضا مصری نے انجیل برناباس کا مختصر تعارف کرانے کے بعد فرمایا کہ یہ انجیل اناجیل اربعہ سے بہت سی چیزوں میں مختلف ہے؛ لیکن چار اختلافات ایسے ہیں جنہیں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

① اس انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے خدا، اور خدا کا بیٹا ہونے سے صاف انکار کیا ہے۔

﴿۲﴾ اس انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام نے بتایا یہ بتایا ہے کہ عہد قدیم میں ”مسیح“ یا ”مسیا“ کے الفاظ سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

﴿۳﴾ برناباس کا بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی نہیں دی گئی بلکہ ان کی جگہ یہودادہ اسکر یوتی کی صورت بدل گئی اور اس کو دھوکہ سے سولی پر چڑھا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تھا۔

﴿۴﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تھا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔ (عیسائیت کیا ہے؟ ص: ۱۷۲-۱۷۵)

بہر حال یہ اس انجیل کے اہم مباحث ہیں اس پر مزید تفصیل کے لئے مطولات کی جانب رجوع فرمائیں۔



نتیجہ

عیسائیوں سے سوالات اور ان کو دعوت اسلام

مسیحی پادریوں سے علماء اسلام کے سوالات

① خدا کی کیا شان ہونی چاہئے، اور نصاریٰ کے نزدیک اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باوجود انسانی حاجتوں اور بشری ضرورتوں کے مطابق، جسمانی حیثیت سے مخلوق اور بندہ ہونا اور باطنی حیثیت سے معاذ اللہ خدا اور خالق اور رب العالمین ہونا ممکن ہے؛ تو کیا مشرکین کو اپنے اوتاروں کے لئے یہ تاویل کرنا ممکن نہیں، جو تاویل نصاریٰ کرتے ہیں وہی مشرکین بھی کر سکتے ہیں، پھر وجہ فرق کیا ہے؟۔

② کیا الوہیت اور بشری صفات (مثلاً کھانا پینا، سونا اور جاگنا اور پیشاب و پاخانہ کرنا) کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہے؟

③ علمائے یہود اور نصاریٰ کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کی کیا دلیل ہے اور نصاریٰ کے نزدیک اور حضرات کا نبی اور رسول ہونا کس دلیل سے ثابت ہے؟

④ ایمان کی کیا تعریف ہے؟

⑤ کیا کسی نبی پر ایمان لانے کے لئے فقط اس نبی کی نبوت کی تصدیق کافی ہے، یا اس کے تمام احکام کی تصدیق ضروری ہے؟

⑥ اگر کوئی شخص کسی نبی کو نبی سمجھتا ہے مگر اس کی لائی ہوئی کتاب یا شریعت یا اس نبی کے تلقین کردہ احکام یا کسی ایک حکم کو تسلیم نہیں کرتا تو ایسا شخص مؤمن ہے یا کافر۔ اور انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ حکم ثابت ہے کہ نصاریٰ آں حضرت کی پیروی پر ایمان لائیں تو ایسی صورت میں کہ نصاریٰ اس حکم کی تعمیل نہ کریں وہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کے مؤمن ہوئے یا کافر؟

﴿۷﴾ انبیاء و مرسلین سب ہی اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں بایں ہمہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، جیسے: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے افضل ہونا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع سے افضل ہونا علمائے یہود اور نصاریٰ کو مسلم ہے، اب سوال یہ ہے کہ افضلیت کا معیار کیا ہے جس کی بناء پر یہ کہا جاسکے کہ فلاں نبی اور رسول فلاں پیغمبر علیہ السلام سے افضل ہے، اس معیار کی توضیح فرمائی جائے۔

﴿۸﴾ حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی تعداد کس قدر ہے، اناجیل سے ان کا حوالہ دیا جائے۔

﴿۹﴾ اگر کسی نبی کے معجزات مسیح علیہ السلام کے معجزات سے سو گنا زیادہ ہوں، تو حضرات نصاریٰ اس نبی کو حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل اور برتر مانیں گے یا نہیں؟

﴿۱۰﴾ کسی کتاب کو کتاب الہی یا کلام الہی کہنے کا کیا معیار ہے۔

﴿۱۱﴾ علمائے نصاریٰ کے نزدیک توریت یا انجیل کس اعتبار سے قرآن سے افضل ہے۔

﴿۱﴾ کیا انجیل باوجود ہزار ہا اختلافات کے معتبر اور مستند ہونے میں قرآن کریم سے (کہ جس پر تقریباً چودہ سو سال کا عرصہ گزر جانے پر بھی ایک نقطہ اور ایک شوشے کا فرق نہیں آیا) زائد باوثوق اور مستند ہے؟۔

﴿۲﴾ کیا توریت و انجیل یا اور دنیا کی کوئی کتاب حفاظت میں قرآن کریم سے بڑھی ہوئی ہے کہ جس کے بے شمار حافظ دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں، اور جس کے لئے ہر حافظ کا سینہ ہی خود توریت و انجیل کا کوئی کچا پکا حافظ دنیا کے کسی کونے میں دکھلا سکتے ہیں؟۔

﴿۳﴾ کیا توریت اور انجیل باعتبار علوم اور معارف کی جامعیت کے، قرآن کریم سے بڑھی ہوئی ہے؟۔

التفسیر، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر، علم البلاغت، علم النحو، علم الصرف، غریب القرآن وغریب الحدیث، علم الکلام، علم الفقہ، علم الاخلاق، علم اسرار الشریعہ کیا کوئی امت اس کی نظیر پیش کر سکتی ہے؟۔

﴿۱۴﴾ علمائے اسلام نے قرآن و حدیث کے علوم و معارف، نکات و لطائف کا جو دریا بہایا ہے کیا علمائے یہود و نصاریٰ اسی طرح توریت و انجیل کے علوم و معارف کا کوئی ادنیٰ اور معمولی سا نمونہ پیش کر سکتے ہیں؟۔

﴿۱۵﴾ کیا کوئی امت امت محمدیہ کے فقہاء و مجتہدین، جیسے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن وغیرہم کی فہم و فراست اور تفقہ اور اجتہاد اور استنباط اصول و فروع میں کوئی ادنیٰ سی ایک نظیر بھی پیش کر سکتی ہے؟۔

﴿۱۶﴾ کیا حفظ و ضبط میں امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ ابن معین، امام بخاری و امام مسلم، امام شمس الدین امام ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کا کوئی نمونہ کوئی امت دنیا کے سامنے پیش کر سکتی ہے؟۔

﴿۱۷﴾ کیا کوئی امت اپنے پیغمبر کی جاں نثاری میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، کا نمونہ دکھلا سکتی ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا جان و مال، گھر اور کنبہ اور برادری، ماں اور باپ اور اولاد سب ہی کو آپ پر قربان کر دیا لیکن موجودہ انجیل کی بناء پر معاذ اللہ حضرت مسیح کے حواریں نے نصاریٰ کے اعتقاد کی بناء پر اپنے خدا کو تین درہم میں فروخت کر کے ایک کمہار کا کھیت خرید لیا، نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔

﴿۱۸﴾ کیا حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے یا تمام عالم کے لئے؟۔

﴿۱۹﴾ کیا حضرت مسیح علیہ السلام نے خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ فرمایا، انجیل میں کسی ایک جگہ بھی اگر ذکر آیا ہو کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا

تو اس کا حوالہ دیا جائے؟۔

۲۰) حضرت مسیح اگر خاتم الانبیاء تھے تو ”فارقلیط“ اور روح حق کے آنے کی بشارت دینے کا کیا مطلب ہے، اور حضرت مسیح کے بعد علمائے نصاریٰ ”فارقلیط“ کے کیوں منتظر رہے اور بہت سے لوگوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح خاتم النبیین نہ تھے ورنہ ان کے بعد ایک نبی کے ظہور کے انتظار کے کیا معنی؟

۲۱) انجیل کے سو سال قبل کے مطبوعہ نسخوں میں ”فارقلیط“ کا لفظ موجود ہے مگر حال کے نسخوں میں نہیں رہا، کیا کسی کمیٹی کو کتاب الہی میں کسی تغیر و تبدل کا کوئی حق حاصل ہے۔
۲۲) توریت و انجیل کے نسخے مختلف کیوں ہیں؟

۲۳) توریت و انجیل کس زمانے میں لکھی گئیں اور کس نے لکھیں؟ اس میں علمائے یہود و نصاریٰ کا کیا اختلاف ہے؟۔

۲۴) ان چار انجیلوں کے علاوہ اور بھی انجیلیں لکھی گئیں تو نصاریٰ کے نزدیک سوائے ان چار انجیلوں کے باقی انجیلوں کے غیر معتبر ہونے کی کیا دلیل ہے، اور کس بناء پر ان کو غیر مستند قرار دیا گیا۔ (اسلام اور نصرانیت: ۶۳-۷۶)

صلیب برداروں سے ایک مصری عالم دین کا سوال

فاضل ادب شیخ احمد علی بلخی مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فصیح و بلیغ قصیدہ مصر سے شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا لوہیت کے اعتقاد پر علماء نصاریٰ سے یہ سوال کیا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اگر خدا تھے تو آخر اس بے کسی کے ساتھ اپنے بندوں کے ہاتھوں کیوں کر مقتول و مصلوب ہو گئے؟

یہ قصیدہ ۱۳۲۲ء میں مصر سے شائع ہوا، علماء نصاریٰ سے آج تک اس عجیب سوال کا جواب نہیں ہو سکا اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک بھی کوئی اس کا جواب نہیں دے سکے گا اور یہ ان شاء اللہ عیمناً اور تبرکاً کہہ رہا ہوں نہ کہ تعلیقاً۔ { فلیاتوا

بحدیث مثله ان كانوا صادقين}

ترجمہ اشعار: ① عیسیٰ کے پرستارو! ہمارا تم سے ایک عجیب سوال ہے پس کیا تمہارے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔

② اگر تمہارے زعم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدائے قادر غالب اور ہیئت و جلال والے تھے۔

③ تو پھر تم نے یہ عقیدہ کیسے قائم کر لیا کہ یہود نے ان کو صلیب دے کر تلخ عذاب چکھایا، کیا خدا کو بھی عذاب چکھایا جاسکتا ہے؟

④ اور کیا خدا بھی مر کر مٹی کے نیچے دفن کیا جاسکتا ہے؟

⑤ اور کیا خدا بھی اپنی مخلوق سے پیاس بجھانے کے لئے شربت کا پیالہ مانگ سکتا ہے۔

⑥ اور پھر کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تو شربت مانگے اور اس کے بندے بجائے شربت کے کڑوا پانی خدا کو دیں۔

⑦ اور پھر بندے اپنے خدا کو بغض و عداوت میں زمین پر ڈال دیں اور خدا تڑپ تڑپ کر پیاسا مر جائے۔

⑧ اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے خدا کو ذلیل کرنے کے لئے کانٹوں کا تاج اس کے سر پر رکھ دیں۔

⑨ اور کیا یہ ممکن ہے کہ بندے خدا کو اس قدر آلود کریں کہ خون خدا کے رخساروں پر بہنے لگے اور خدا کا چہرہ خون میں رنگین ہو جائے۔

⑩ اور کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کے چہرے پر تھوکا جائے اور اس کے پہلو میں نیزہ مارا جائے۔

⑪ یہود و نصاریٰ کے زعم کے مطابق جو کچھ ماجرا پیش آیا اس میں کا یہ کچھ نمونہ ہے۔

⑫ تعجب ہے کہ اس مجبوری اور لا چاری کے بعد ان کو خدا سمجھتے ہو اور شرماتے بھی نہیں۔

⑬ حالانکہ حضرت مسیح اور پیغمبروں کی طرح خدا کے ایک مقرب بندہ تھے۔

﴿۱۴﴾ جیسا کہ خود حضرت مسیح سے اس کا اقرار قرآن اور انجیل میں صراحتاً مذکور ہے۔
 ﴿۱۵﴾ اگر حضرت مسیح خود خدا تھے جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو پھر موت کا پیالہ ٹلنے کی کس سے امید رکھتے تھے اور کس سے اپنی مصیبت ٹلنے کی دعا مانگتے تھے، کیا خدا بھی دعا مانگا کرتا ہے؟

﴿۱۶﴾ اور مرنے کے بعد کس نے ان کی روح کو واپس کیا جبکہ ان کی روح ان کے جسم سے جدا ہو گئی تھی؟

﴿۱۷﴾ اور ان کے مرنے کے بعد اس عالم کے نظام کا کون محافظ و نگہبان تھا؟
 ﴿۱۸﴾ کیا کوئی اور خدا اس عالم کی تدبیر کا کفیل اور ذمہ دار تھا؟ یا تمام عالم خراب و برباد ہو گیا؟
 ﴿۱۹﴾ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمہارے زعم کے مطابق کیوں صلیب دی گئی؟ اگر کسی لغزش کی بناء پر صلیب دئے گئے تو لغزش کا صادر ہونا الوہیت کے منافی ہے، اور اگر کوئی لغزش نہیں ہوتی تو پھر بلا وجہ کیوں سزا کے مستحق ہوئے؟

﴿۲۰﴾ نیز یہ بتلایا جائے کہ یہود نے جو حضرت مسیح کو صلیب دی کیا یہ اچھا کام کیا ہے؟ کہ اس سے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور تمام بوڑھے اور جوان گناہ کی لعنت سے رہا ہو جائیں؟

﴿۲۱﴾ یا برا کام کیا؟ تم کو گناہوں سے چھڑایا تمہاری یہ بات نہایت عجیب ہے؟۔
 ﴿۲۲﴾ اگر تم یہ جواب دو کہ یہود کا یہ فعل نہایت مستحسن اور عین ثواب تھا۔
 ﴿۲۳﴾ تو پھر میں کہوں گا کہ تم یہودیوں سے دشمنی کیوں رکھنے ہو جو خیر اور بھلائی کا کام کرے ان کو جزائے خیر دینی چاہئے نہ یہ کہ ان سے دشمنی کی جائے۔

﴿۲۴﴾ اور اگر یہ کہو کہ انھوں نے خدا کو صلیب دے کر جرم کا ارتکاب کیا تو میں کہوں گا کہ یہود اگر صلیب دے کر جرم کا ارتکاب نہ کرتے تو تم گناہوں کے برے انجام سے رہا نہ ہوتے۔ یہودیوں کا یہ جرم ہی کفارہ کا سبب بنا۔

﴿۲۵﴾ نیز یہ بتاؤ کہ حضرت مسیح صلیب دینے سے راضی تھے یا ناراض تھے اس بارہ میں کیا قول فیصل ہے؟۔

﴿۲۶﴾ اگر یہ کہو کہ واقعہ صلیب حضرت مسیح علیہ السلام کی خوشی اور رضامندی سے تھا تاکہ اس شخص کے گناہ کا کفارہ ہو جائے جس نے گناہ سے توبہ کر لی۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے گناہ کا کفارہ جنہوں نے لغزش کے بعد اپنے مولا کی طرف رجوع کیا اور جن کو اللہ ہی نے اپنی رحمت سے توبہ کی توفیق دی، اور اپنے ہی فضل سے ان کی خطا کو معاف کیا اور خلافت کا تاج ان کے سر پر رکھا تو ہم یہ کہیں گے کہ تم غلط کہتے ہو کیوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام یہود کے اس فعل سے راضی نہ تھے، اس لئے کہ انجیل میں تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس سے بھاگنا چاہتے تھے اور روتے تھے اور خدا کو پکارتے تھے کہ اے آسمان کے خدا مجھ کو ان مصیبتوں سے چھڑا، اور ایللی کہتے تھے کہ اے خدا مجھ کو دشمن کے عذاب میں کیوں ڈال دیا۔ اے باپ! اگر میری رہائی ممکن ہو تو مجھ کو ان دشمنوں سے چھڑا اور نجات دے، ان سب باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس سے بالکل راضی نہ تھے۔

﴿۲۷﴾ اور مصیبت کے وقت خدا کو پکارنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بلاشبہ خدا کے بندے تھے، نیز یہ تمام امور اس امر کی بھی واضح دلیل ہیں کہ تمہارا یہ قول (کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے راضی تھے) بالکل غلط ہے۔

﴿۲۸﴾ اور اگر یہ کہو کہ جبراً و قہراً ان کو صلیب دی گئی تو پھر خدائے توانا کا بندوں کے سامنے عاجز ہونا لازم آتا ہے۔ کہ بندوں نے زبردستی خدا کو صلیب پر لٹکایا اور لعنت نے آکر خدا کو ہر طرف سے گھیر لیا۔

﴿۲۹﴾ میرے اس سوال کا جواب دو آپ جیسے فضلاء کا نہ جواب دینا اور سکوت کر جانا نہایت معیوب ہے۔

مؤلف کی دیگر تالیفات

رکعات تراویح بیس یا آٹھ تنقیدات و جوہات: حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نور اللہ مرقدہ کا تحقیقی رسالہ ”رکعات تراویح“ علمی حلقوں میں مستند مرجع کی حیثیت رکھتا ہے، وقت کے تقاضہ سے اس رسالہ میں تحشیہ، حوالہ جات وغیرہ کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، مؤلف نے اس پر سولہ نوعدیتوں کا تحقیقی کام کیا ہے، یہ اصل رسالہ نوے صفحات پر مشتمل تھا، اور اب ۴۰۰ چار سو صفحات سے متجاوز مستقل ایک کتاب ہے، جو الحمد للہ ہر پہلو سے ایک جامع مکمل کتاب بن گئی ہے۔

جی ہاں اہل السنۃ والجماعت بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں: اس کتاب میں بیس رکعات تراویح کو دلائل سے ثابت کرتے ہوئے بطور خاص غیر مقلدین کی طرف سے آٹھ رکعات تراویح کے اثبات میں ائمہ اربعہ اور ان کے متبعین کی جو عبارتیں پیش کی جاتی ہیں ان تمام عبارات کا تفسیری بخش حل پیش کیا گیا ہے، نیز تہجد و تراویح کے فرق پر ۶۶ چھپا سٹھ دلیلیں ذکر کی گئی ہیں، یہ کتاب دو سو صفحات پر مشتمل ہے، کتاب میں ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب ہیں۔

اصول مناظرہ (یعنی آپ مناظرہ کیسے کریں): اس کتاب میں مناظرہ کا تاریخی پس منظر، اس کا ثبوت، شرعی حکم، مبادیات اصطلاحات کو بیان کرنے کے بعد مناظرہ کرنے کا طریقہ، اس کے آداب و تقاضے اور قواعد و ضوابط انتہائی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، کتاب کے دوسرے حصہ میں کچھ مناظروں کے نمونے پیش کرتے ہوئے ایک مناظر کی مکمل رہنمائی کی گئی ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر بالکل منفرد ہے۔

آپ صحابیت کا دفاع کیسے کریں؟ صحابہ کرام کے سلسلے میں اہل السنۃ والجماعت کا موقف، اور صحابہ پر کیے جانے والے اعتراضات کا اصولی جائزہ پیش کیا گیا ہے، نیز اصولی مباحث مثلاً اصول تنقید، اصول تحقیق، تاریخ روایات اور حدیثی روایات میں کیا فرق ہوتا ہے، اس کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے، یہ کتاب اپنے موضوع پر دسیوں کتابوں کا نچوڑ اور اکابر کی تحقیقات سے بھرپور ہے۔

العرف الفیاح فی شرح مقدمۃ ابن صلاح: مقدمہ ابن صلاح کا نام علمی حلقوں میں انتہائی نمایاں ہے، استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عبداللہ معروف صاحب استاذ حدیث و فرائض شعبہ فی الحدیث در العلوم دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے کمالات سے نوازا ہے، حضرت ایک لمبے زمانے سے حدیث کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، یہ شرح استاذ محترم کے افادات کا ایک زبردست خزینہ ہے، شرح مذکور اصول حدیث پر لکھی گئی بے شمار کتابوں سے ماخوذ اور بہت سی علمی غلط فہمیوں کے ازالہ میں معاون ہے۔

فہرست کتب

مکتبہ الحرمین دہلی
 دارالعلوم دارالافتاء
 دارالافتاء دارالعلوم دارالافتاء



Noor Graphics

مکتبہ الحرمین دہلی
MAKTABA ALHARMAN DEOBAND
 PIN-247554 U.P.India PH:8979354752
 Email: abdurraziqkh01@gmail.com

narzo Shot by TABREZ BHAGALPURI 100/-

2025/01/26 14:20